SENATE OF PAKISTAN

DEBATES

Friday, May 09, 2008

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad, at fifty seven minutes past nine in the morning with Mr. Chairman (Mr. Mohammedmian Soomro) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

اعوذباللّٰه من الشیطٰن الرجیم

بسم اللّٰه الرحمٰن الرحیم

ان المنٰفقین یخٰدعون اللّٰه وھو خادعھم (ج) واذا قاموا الی الصلوٰة قاموا کسالٰی (لا)
یرآء ون الناس ولا یذکرون اللّٰه الا قلیلا O مذبذ بین بین ذٰلک لا الیٰ ھٰٓؤلآء ولا الیٰ
ھٰٓؤلآء (ط) ومن یضلل اللّٰه فلن تجد له سبیلا O

ترجمہ: بیشک منافق (بزعم خویش) اللہ کو دھوکہ دینا چاہتے ہیں حالانکہ وہ انہیں (اپنے ہی) دھوکے کی سزا دینے والا ہے اور جب وہ نماز کے لئے کھڑے ہوتے ہیں تو سستی کے ساتھ (محض) لوگوں کو دکھانے کے لئے کھڑے ہوتے ہیں اور اللہ کو یاد (بھی) نہیں کرتے مگر تھوڑا۔ اس (کفر اور ایمان) کے درمیان تذبذب میں ہیں نہ ان (کافروں) کی طرف ہیں اور نہ ان (مومنوں) کی طرف ہیں اور جسے اللہ گمراہ ٹھہرا دے تو آپ ہرگز اس کے لئے کوئی (ہدایت کی) راہ نہ پائیں گے۔

سورہ المحصنت (آیات ۱۴۲ - ۱۴۳)

SENATE OF PAKISTAN

DEBATES

Friday, May 09, 2008

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad, at fifty seven minutes past nine in the morning with Mr. Chairman (Mr. Mohammedmian Soomro) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

اعوذباللّٰہ من الشیطٰن الرجیم

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

ان المنٰفقین یخٰدعون اللّٰہ وھو خادعھم (ج) واذا قاموا الی الصلوٰۃ قاموا کسالیٰ (لا) یرآء ون الناس ولا یذکرون اللّٰہ الاّ قلیلا ○ مذبذ بین بین ذٰلک لا الیٰ ھٰٓؤلآء ولا الیٰ ھٰٓؤلآء (ط) ومن یضلل اللّٰہ فلن تجد لہ سبیلا ○

ترجمہ: بیشک منافق (بزعم خویش) اللہ کو دھوکہ دینا چاہتے ہیں حالانکہ وہ انہیں (اپنے ہی) دھوکے کی سزا دینے والا ہے اور جب وہ نماز کے لئے کھڑے ہوتے ہیں تو سستی کے ساتھ (محض) لوگوں کو دکھانے کے لئے کھڑے ہوتے ہیں اور اللہ کو یاد (بھی) نہیں کرتے مگر تھوڑا۔ اس (کفر اور ایمان) کے درمیان تذبذب میں ہیں نہ ان (کافروں) کی طرف ہیں اور نہ ان (مومنوں) کی طرف ہیں اور جسے اللہ گمراہ ٹھہرا دے تو آپ ہرگز اس کے لئے کوئی (ہدایت کی) راہ نہ پائیں گے۔

سورہ المحصنت (آیات ۱۴۲ - ۱۴۳)

جناب چیئرمین: جزاک اللہ- بسم اللہ الرحمٰن الرحیم-

At the, very onset, I would like to acknowledge the presence of our colleague Senator Nighat Agha. We welcome you. I will repeat again when our other colleagues are here but because the time is limited and we still have many speakers. I will request our colleagues to please be precise, to the point, give recommendations and specific observations and do not repeat. Swati sahib, would you like to be the first speaker? O. K. Mr. Muhammad Azam Khan Swati.

Further Discussion on Foreign Policy

سینیٹر محمد اعظم خان سواتی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم - جناب چیئرمین! ایک آزاد خارجہ پالیسی کسی ملک کی آزادی، اس کی سالمیت، اس کی معاشی ترقی، اس کی یکجہتی کی ضامن ہوا کرتی ہے۔ جہاں آج ہم دنیا کے نقشے پر دیکھتے ہیں کہ سات براعظموں پر مشتمل 195 آزاد ممالک ایک global village کا تصور پیش کر رہے ہیں۔ وہاں اس global village میں ہر ایک ملک اپنے مفادات کی حفاظت کے لیے اپنی خارجہ اور داخلہ پالیسی مرتب کرتا ہے۔ بدقسمتی سے 1947 سے لے کر آج تک ہماری خارجہ پالیسی کا محور صرف اور صرف عدم تحفظ، اپنی سالمیت کا خوف رہا ہے اور اس کے گرد ہماری خارجہ پالیسی آج تک مرتب ہوتی رہی ہے۔ ہم نے شروع سے اپنی خارجہ پالیسی ہندوستان کے مقابلے میں اسی روش کو اختیار کیا اس خوف سے کہ کہیں ہمارا ملک ٹوٹ نہ جائے، ٹکڑے ٹکڑے نہ ہو جائے، تباہ نہ ہو جائے، جس کی وجہ سے ہمارا دفاعی اور معاشی نظام مفلوج ہو کر، محکوم ہو کر رہ چکا ہے۔

اگر میں اپنی خارجہ پالیسی کا cronologically تجزیہ کروں تو کچھ اس طرح ہوگا کہ ہم نے اپنے مفادات کے لیے اور اس کے تحفظ کے لیے کشمیر کو پاکستان کی شہ رگ اور سب سے اولین مفاد قرار دیتے ہوئے یہ کوشش کی کہ اپنی خارجہ پالیسی کو ہم اس طرح مرتب کریں

تاکہ ہم اُپنے ہدف کو حاصل کر سکیں۔ اس کے لیے ہم نے یہ کوشش کی کہ 1948 کے United Nations کے تحت اپنے اس ہدف کو حاصل کیا جائے ۔ جنگ ہوئی' کچھ حاصل نہ ہوا۔ اس کے بعد ایک بڑا سنہری موقع ہمارے ملک کو حاصل تھا اور وہ ڈپٹی وزیراعظم روس مسٹر موکینن نے یہ آفر دی کہ اس مسئلے کو سویت یونین حل کرے گی لیکن امریکہ کے خوف سے وہ موقع ہم نے اپنے ہاتھوں سے گنوا دیا۔ اس کے بعد شملہ معاہدہ ہوا' اس مسئلے کو حل نہ کر سکے۔ اختصار سے کہوں گا کہ امن اور جنگ دونوں صورتوں میں کشمیر کے اولین مسئلے کو اپنی خارجہ پالیسی کی بنا پر' غلط پالیسی کی بنا پر حل کرنے سے قاصر ہیں۔ آج بھی ہم اس کو ایک autonomous unit کی حیثیت سے تسلیم کرنے کے لیے تیار ہیں لیکن وہ جوں کا توں ہمارے سر پر تلوار کی طرح لٹک رہا ہے۔

جناب چیئرمین! پاکستان کے معرض وجود میں آنے سے ایک بہت بڑا اسلامی ملک جو جغرافیائی لحاظ سے بھی اور عددی اکثریت کے لحاظ سے بھی بڑا اہم تھا۔ ہم نے اپنے تمام مسلم ممالک کو اردگرد ایک بلاک کی صورت میں' ایک قوت کی صورت میں اپنے ساتھ رکھنا تھا۔ اپنی غلط خارجہ پالیسی کی وجہ سے ہم اس مقصد میں بھی کامیاب نہ ہو سکے۔ حالانکہ اس وقت کے وزیر اعظم جناب لیاقت علی خان نے اس بات کو بڑی اہمیت دیتے ہوئے کراچی میں یہ کہا اور میں ان کی speech سے quote کرتا ہوں۔

"In fact, one of the main objectives of Muslim League which brought Pakistan in to existence was to cement and strengthen ties between Muslims of Sub-Continent and those of the other parts of the world. The underlying idea of the movement was the achievement of Pakistan not just to add one more country in the world or to add one more patch of colour to multi colour global map. Pakistan came into being as the result of urge felt by the Muslims of Sub-Continent to secure a territory however limited where the Islamic idealogy and the way of life could be practiced and demonstrated to the world. A cardinal feature of the

idealogy is to make muslim brotherhood a living reality. It is therefore part of the mission which Pakistan has said before itself to do everthing in its power to promote close fellowship and coopration between muslim countries.

ہماری خارجہ پالیسی اس مشن کو حاصل کرنے میں بھی ناکام ہو چکی۔ خود لیاقت علی خان نے جس پالیسی کا آغاز کیا وہ ایک محکوم قوم کی بولتی ہوئی صورت تھی۔ اس کے بعد ہم دیکھ رہے ہیں کہ پاکستان میں کمزور حکومتیں آئیں اور ہمارا یہ زخم گہرے سے گہرا ہوتا گیا۔ ایوب خان نے وقتی طور پر یہ کوشش کی کہ کسی طریقے سے اس تسلط کو کم کریں لیکن وہ بھی ایک فرضی کوشش تھی۔

جناب چیئرمین: سواتی صاحب دس منٹ ہو گئے ہیں ذرا وقت کا خیال رکھیئے because پانچ سات منٹ ہیں۔ مجھے کوئی اعتراض نہیں کیونکہ یہ agree ہوا تھا کیونکہ time بھی تھوڑا ہے۔

سینیٹر محمد اعظم خان سواتی: سب سے پہلا speaker آپ نے مجھے بنایا ہے تو تین منٹ اور دیں گے جی۔ تو اس کے بعد انہوں نے آر۔سی۔ڈی بنائی جو اپنی موت خود مر چکی۔ U-2 mission اس خطے میں دشمنی کی ابتداء وہیں سے پیدا ہوئی۔ پھر SEATO and CENTO کی membership ہماری خارجہ پالیسی کی ناکامی کا حصہ تھا۔ 1965 and 1971 کی جنگ میں بھی ہم نے سبق نہ سیکھا اور جب ہم نے اپنے آپ کو nuclear state کی حیثیت سے declar کیا تو ہم پر دشمن تو دشمن اپنے ہی دوست نے Pressler Amendment کا نفاذ کیا جس کے تحت جناب چیئرمین! اور تو چھوڑیں ملیریا اور خاندانی منصوبہ بندی کی ادویات بھی ہم پر بند کی گئیں اور اختصار سے میں کہوں گا کہ اس کے بعد 9/11 کے واقعات نے ہمیں اور گہری کھائی میں دھکیل دیا۔ جہاں ہم ایک طرف تو دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم نے ساڑھے دس بلین ڈالر امریکی خزانے سے حاصل کیا تو وہاں اپنا سب کچھ کھو بیٹھے، اپنا امن، اپنی عزت، اپنی سرحدیں اور خاص کر صوبہ پختون خواہ کا امن کھو دیا اور ہماری مغربی سرحدیں ہمیشہ

کے لیے امریکی مفادات کی حفاظت کے لیے' دوسروں کی جنگ لڑنے کے لیے مختص ہوگئیں اور ہم نے اپنے آپ کو تباہی کے دھانے پر لا کے کھڑا کر دیا۔

آئیے کوشش کریں کہ مولانا فضل الرحمٰن کے اس زریں اصول کو اپنائیں اور سمجھنے کی کوشش کریں کہ ہم نے ان عالمی استعماری قوتوں کو مداخلت کا جواز نہیں دینا اور جب آپ جواز دیں گے تو آپ کا حشر افغانستان اور عراق جیسا ہوگا۔ اپنی سالمیت ،ہمیشہ ہمیشہ کے لیے آپ کھو دیں گے۔ اس لیے بہتری یہ ہے کہ ہم نے regional stakeholders کے ساتھ اپنے روابط مربوط کرنے ہیں' اس کے ساتھ ہم نے اپنی دوستی کو مضبوط کرنا ہے۔ ہم نے ECO کو فعال بنانا ہے' OIC کو ہم نے اتنا متحرک کرنا ہے جہاں ہمارا وجود اور ہمارا فعل اور ہمارے کام نمایاں طور پر دنیا کے سامنے اور مسلم ممالک کے سامنے آئیں۔ اس لیے کہ فن لینڈ کے صدر نے میرے خیالات کی ترجمانی کے لیے کہا تھا کہ "smaller states should ensure that their friends are nearby and their enemies are as far away as possible."

آج سمرقند اور بخارا کی طرح مشرق وسطیٰ کی منڈیوں کی ضرورت ہے کہ ہم اپنے ارد گرد اس region کے اندر اپنا وقار پیدا کرنے کے لیے اپنی خارجہ پالیسی کا آزادانہ تعین کریں اور میں وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ موجودہ حکومت عوامی خواہشات کی تکمیل کے لیے اور خاص کر ہمارے منجھے ہوئے وزیر خارجہ جو بار بار اس کا تعین کرتے ہیں' اس کا اعادہ کرتے ہیں کہ انشاء اللہ تعالیٰ ہم نے عوامی جذبات کی قدر کرتے ہوئے ایک آزاد پارلیمنٹ سے ایک آزاد اور خود مختار پالیسی کا اجرا کرنا ہے' اگر شاہ محمود قریشی صاحب اپنے اس قول پر قائم نہ رہ سکے تو پھر میں ان کو قصوروار نہ ٹھہراؤں گا اس لیے کہ

خواب سے بیدار ہوتا ہے جب ذرا محکوم اگر
پھر سلا دیتی ہے اس کو حکمراں کی ساحری

شکریہ۔

جناب چیئرمین: ڈاکٹر عبدالمالک۔

سینیٹر ڈاکٹر عبدالمالک: میں سمجھتا ہوں کہ ہماری شاید داخلی پالیسیاں یا خارجی

پالیسیاں شدید contradiction کا شکار ہیں۔ ہم عموماً ایک mix-plate بناکے عوام کے سامنے رکھ دیتے ہیں جو بدہضمی کا سبب بنتی ہے۔

اگر ہم اپنی خارجہ پالیسی کو دیکھیں تو لیاقت علی خان سے لے کر جنرل پرویز مشرف تک یہ دو نکات پر مشتمل تھا .Pro-west and anti-India یہ دو بنیادی باتیں تھیں جن سے ہم اپنی خارجہ پالیسی کا تعین کرتے تھے۔ اس زمانے میں ایک موقع ملا کہ non-alligned movement تھی اس میں ہم شامل ہو کے اپنے national interests کو فوقیت دیتے تھے لیکن چونکہ دو بلاک بنے ہوئے تھے capitalism and socialism ہم آنکھیں بند کر کے Capitalism بلاک میں کود پڑے اور وہاں جتنے گند تھے وہ ہم نے اپنے سر پر لے لیے۔

جناب چیئرمین! جیسے ہمارے فاضل دوست نے کہا ہم SEATO اور CENTO میں گئے۔ ہم نے ہر capitalist policy کو اپنایا جس کے نتیجے میں ہم مکمل طور پر west کی گرفت میں ہیں۔ میں آج بھی یہ نہیں سمجھتا ہوں کہ آپ اپنے آپ کو اس گرفت سے نکال سکتے ہیں جو میرے فاضل دوست یہ کہتے ہیں کہ ہم اسلامک بلاک کی بات کر رہے ہیں۔ چیئرمین صاحب! We should be objective. Where the Islamic block exists? آپ کے 58-islamic countries کی GNP فرانس کے برابر نہیں ہے۔ آج creative capitalism کے طور پر آپ کے پاس کیا ہے؟ میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں خیالی باتوں سے' Utopean تصورات کی بات سے نکل کر حقائق میں آنا چاہیے کہ آج جو uni-polar world ہے اس میں ہم اپنے national interests کو ڈھونڈیں۔

میں دوسری بات کہتا ہوں کہ آج جو انڈیا کے ساتھ ہم نے anti-India رویہ رکھا ہوا ہے اب اس میں ہم ایک جانب کشمیر کی آزادی کی بھی بات کرتے ہیں' اس سے بھی الگ ہونے پر تیار نہیں ہیں اور دوسری جانب ہم کہتے ہیں کہ ہم انڈیا سے دوستانہ تعلقات رکھیں گے it is very very contradictory thing sir. آپ ایک ملک کو توڑنا بھی چاہتے ہیں اور وہ پاگل ہے جو آپ کے ساتھ اچھے تعلقات رکھے گا۔ .This is very contradictory thing کہ کل یہی عمل انڈیا کرے آپ کے ساتھ تو آپ اس کے ساتھ اچھے تعلقات رکھیں گے؟ No sir. دیکھیں میں سمجھتا ہوں ایک political science کے student کی حیثیت سے

Mr. Chairman! برصغیر کے بٹوارے کا خاتمہ ہو چکا ہے۔ آپ کو اپنی foreign policy ان حقائق پر بنانی ہو گی کہ جب تک آپ انڈیا کے ساتھ دوستی نہیں رکھیں گے آپ کے پاس یہاں جو dictators ہیں، جو فوج ہے اسی کی حاکمیت ہوگی کیونکہ اس کی بنیاد انڈیا دشمنی پر ہے۔ یہ ان کا claim ہے یا جیسے west کو ڈرانے لیے communism کا جن تھا، ہمارے سروں پر انڈیا کا جن سوار ہے کہ جی فوج کے بجٹ کی بات کرتے ہیں، اس کی کٹائی کی بات کرتے ہیں تو کہتے ہیں no, no, no ہمارا دشمن ہے۔ آپ کو اس جنجال سے نکلنا پڑے گا۔

جناب چیئرمین صاحب! دنیا میں ریاستوں کے لیے فوج رکھی جاتی ہے۔ ہمارے بارے میں کہتے ہیں کہ فوج کے لیے ریاست رکھی گئی ہے۔ یہ دنیا کا ایک concept ہے۔ We have to go for change in this concept. اور میں سمجھتا ہوں کہ جب تک آپ کے اپنے neighbours کے ساتھ تعلقات ٹھیک نہیں ہوں گے تو آپ چاہے یہاں democratic question ہو، چاہے national question ہو، چاہے economic question ہو آپ ان میں ٹھیک نہیں ہوں گے کیونکہ integrated ہے۔ یہ سب چیزیں integrated ہیں ایک دوسرے کے ساتھ، ایک question کو آپ حل کریں گے تب بھی، دوسری چیز----- چیئرمین صاحب! میں یہاں ایک اور contradiction کی بات کروں گا۔ یہاں پر آپ متواتر ایک اور contradiction میں ہیں کہ آپ کہتے ہیں کہ یہ ملک بنا ہے اسلام کے نام پر، آپ یہاں پر کبھی theocracy کی بات کرتے ہیں، کبھی enlightened moderation کی۔ یہ دونوں contradictory ہیں۔ اگر یہ ملک 1940ء کے ریزولیوشن کا نتیجہ نہیں تھا اور بعد میں قرارداد مقاصد پر نہیں تھا تو میرا ایک سوال ہے۔ میں ابھی اس کو debate میں نہیں لے جاؤں گا کہ آیا اس وقت برصغیر کی دو بڑی اسلامی جماعتوں نے، جماعت اسلامی نے اور جمعیت علمائے ہند نے اس کی کیوں مخالفت کی؟ میں ابھی اس debate کو کھولنا نہیں چاہتا لیکن میں یہ کہتا ہوں کہ یہ contradiction ہے۔ جب تک آپ کی internal & external policy contradiction پر ہوگی تو ہمیں کوئی relief نہیں ملے گا۔ جناب چیئرمین! میں آپ کی خدمت میں ایک اور عرض کرتا ہوں، جو مجھے نظر آ رہا ہے as a political science کے

student کے، ہم نے ساٹھ سال West کی دوستی میں گزارے اور جو ایک scenario future میں بن رہا ہے کہ یہ دنیا bipolar سے unipolar اور unipolar سے multipolar بن رہی ہے۔ ہماری خارجہ پالیسی کے جو تانے بانے ہیں وہ کہاں جڑیں گے کیونکہ ہم بیک وقت امریکہ کے بھی دوست ہیں اور چائنہ کے بھی دوست ہیں اور پندرہ بیس سال کے اندر یہاں main competitive امریکہ اور چائنہ رہیں گے۔ اور آج کا یہ جو scenario ہے کل اگرامریکہ کے ساتھ یہ تمام مڈل ایسٹ، تمام اسلامی ممالک اور آپ کے ہمسایے جڑ جائیں تو کیا پھر آپ isolation میں نہیں چلے جائیں گے۔تو یہ تمام چیزیں جو میں عرض کر رہا تھا یہ خارجہ پالیسی کو اور آپ کی جو داخلہ پالیسیاں ہیں اس میں contradiction ہے۔ چیئرمین صاحب! میں ایک اور contradiction کی بات کرتا ہوں۔ حاجی عدیل صاحب آ گئے ہیں، کل انہوں نے بڑی خوبصورت باتیں کیں۔ ایک اور contradiction یہ ہے کہ we are a part an parcel of the war on terror. اور ہم پہ یہ بھی الزام ہے کہ ہم terrorist کی پرورش بھی کر رہے ہیں again it is a contradiction. تو یہ تمام چیزوں کی ضرورت ہے کہ آپ اس کو سنجیدگی سے objectively لیں۔ کیونکہ میں سمجھتا ہوں کہ تصوراتی چیزوں سے کچھ نہیں ہوگا۔ میں اگر کہوں کہ میں تمام دنیا پر rule کروں گا۔ میں ایک چیز یہاں پر پھر لانا چاہتا ہوں کہ میرے کچھ دوستوں نے کہا کہ ایران نے-----، آپ ایران نہیں ہیں، ایران کی ایک چارسو سالہ تاریخ ہے۔ ایران نے مڈل ایسٹ پر حکومت کی اور یونان پر حکومت کی۔ آپ تو ابھی تک قوم نہیں بنے ہیں۔ آپ ساٹھ سالوں میں قوم نہیں بنے ہیں، ایک process سے گزر رہے ہیں۔

Don't compare yourself with Iraqis, don't campare yourself with Iranians.

آپ حقائق کو تسلیم کریں۔ اس کے اندر اپنی حکمت عملی بنائیں اور آپ کا focus یہاں کا عوام ہو۔ آخر میں میں اس شعر کے ساتھ اپنی تقریر ختم کرتا ہوں کہ آپ مجھے کہیں میرے دس منٹ پورے ہو گئے ہیں۔

کہ بدلنا ہے تو رندوں سے کہو اپنی چلن بدلیں
فقط ساقی بدلنے سے مے خانے نہ بدلیں گے

(ڈیسک بجائے گئے)

Thank you.

Mr. Chairman: Thank you, Dr. Malik, for observing the time also, my special thanks. Mr Nisar A Memon.

سینیٹر نثار احمد میمن: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین بہت بہت شکریہ! کہ آپ نے مجھے اس اہم موضوع پر بولنے کے لیے مدعو کیا پاکستان کی فارن پالیسی پر، میرے خیال میں بہت سے معزز ارکان اس ایوان میں بول چکے ہیں اور بولنے والے بھی ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ وقت بھی بڑا کم ہوتا ہے۔ فارن پالیسی پر بولنے کے لیے تو زیادہ وقت چاہیے۔ مگر میں صرف اتنا کہوں گا کہ کسی بھی ملک کی خارجہ پالیسی اس کے اپنے قومی مفادات کو سامنے رکھ کر بنائی جاتی ہے۔ دیکھنا یہ ہے کہ کیا پاکستان کی خارجہ پالیسی جو اس وقت نئی حکومت کو ملی ہے۔ وہ کس صورت میں ملی ہے یہ بہت ضروری ہے۔ اس چیز کا ذکر کرنا مجھے معلوم ہے کہ دوستوں نے جب سے پاکستان بنا ہے اور آج تک تو انہوں نے discuss کیا ہے، اتنا وقت نہیں ہے۔ میں صرف یہ کہوں گا کہ پاکستان میں جو ساٹھ سالوں میں اپنی خارجہ پالیسی کی بنیاد رکھی وہ اس لیے تھی کہ انہوں نے کمیونزم کے ساتھ alliance نہیں کیا۔ انہوں نے ان ملکوں سے alliance کیا جو کہ جمہوری تھیں وہ قومیں اور انٹرنیشنل فورسز جو جمہوری بھی تھیں اور جو economy کو laissez-faire کر رہے تھے اور نہیں وہ کمیونسٹ نظام جو کہ معیشت کو ایک مختلف زاویے سے دیکھتا ہے۔ تو یہ ایک عوام کی حکومتوں کا اور آنے والی ساری حکومتوں کا یہ ایک فیصلہ تھا جس کے تحت یہ ایک رخ لیا گیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ میں اس میں مزید کچھ نہیں کہوں گا صرف یہ کہوں گا کہ پچھلے پانچ اور آٹھ سالوں میں خاص طور پر کیا ہوا ہے۔ آئیے دیکھیئے کہ قومی سلامتی کے لیے پاکستان کے دفاع کے لیے، پاکستان کے مفادات کے لیے، کیا خارجہ پالیسی جو بنی اور جس کو implement کیا گیا آیا اس کو سامنے رکھا یا نہیں۔ پہلے میں یہ ذکر کرنا چاہوں گا کہ پاکستان کی قومی سلامتی سب سے اہم رہی ہے اور ہے اور رہے گی انشاء اللہ تعالیٰ، کیونکہ یہ کسی بھی حکومت کے لیے بہت ضروری ہوتا ہے۔ تو دیکھیئے کہ پچھلے آٹھ سالوں میں، پانچ سالوں میں کیا ہوا ہے؟ ایک پاکستان کی فورسز

تھیں جو کہ صرف dependent تھیں ایک ملک کی سپلائی سے، ہم نے یہ دیکھا کہ پچھلے پانچ سالوں میں اس کو diversify کیا گیا وہ United States سے dependent نہیں تھی- یہ ہے قومی سلامتی کہ آپ نکل کر دوسرے جو conventional weapons ہیں وہ بھی لیں- میں صرف اتنا بتا دوں گا کہ JF-17 کا اگر ہم ذکر کرتے ہیں تو نہ صرف یہ کہ پاکستان نے چائنا کے ساتھ مل کر اس کو بنایا ہے- مگر اس میں خوشی کی یہ بات ہے کہ پاکستان میں اس کی جو avionics ہے اس میں بہت زیادہ contribution کیا ہے، تو گویا یہ JF-17 نہ صرف چائنا کے ساتھ مل کر چائنا میں پہلے بنا، جو کہ آپ کی ڈیفنس کمیٹی نے جا کر وہاں دیکھا اور اس کے بعد وہ یہاں پاکستان میں کامرہ میں بن رہا ہے تو یہ ہے independence قومی سلامتی کی اور اس کے ساتھ ساتھ میں یہ بھی کہوں گا کہ P-22 frigate جو چائنا کے ساتھ بنائے گئے ہیں وہ تین وہاں بنیں گے اور ایک کراچی کے شپ یارڈ میں بنے گا- اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ہم نے اپنی خارجہ پالیسی کو سر فہرست رکھا ہے تاکہ ہم قومی سلامتی کے لیے آزادانہ خارجہ پالیسی اختیار کر سکیں- اس کے ساتھ ساتھ میں یہ بھی کہوں گا کہ آج ہی اخباروں میں آپ دیکھیں گے اور میں سمجھتا ہوں کہ قوم کو مبارک باد دینی چاہیے کہ نہ صرف یہ کہ conventional weapons بلکہ ہمارے nuclear اثاثے بھی محفوظ ہیں- ان کو کس طرح سے محفوظ کیا گیا ہے، یہ بھی پچھلے آٹھ سالوں میں ہوا ہے کہ اس کے لیے ایک Command and Control System دیا گیا ہے تاکہ آپ کے nuclear اثاثے محفوظ ہو سکیں- اس کے ساتھ ساتھ آج قوم کو مبارک ہو، وہ اس لیے کہ cruise missile aerial platform سے fire ہوئے ہیں- آج کے اخباروں میں یہ ہے اور کل یہ اعلان ہوا تھا- یہ ایک معمولی چیز نہیں ہے- یہ پروگرام آج نہیں بنا ہے، یہ سب اس حکومت کو ورثے میں ملا ہے- اب یہ اس کو build کریں گے- اگر یہ missile آج fire ہوا ہے تو اس کی planning پچھلے سالوں میں ہوئی ہے - اس کے علاوہ اور کئی دوسرے missiles ہیں، جو ہم نے اس سال اور پچھلے سال 23 مارچ کو دیکھے ہیں- اس کے ساتھ ساتھ میں یہ بھی کہوں گا کہ یہ تو ایک اثاثوں کی بات کرتے ہیں لیکن ہم نے اسے diversify کیا اور international policies ایسی رکھیں کہ پاکستان کی سلامتی کے لیے جس شخص نے contribute کیا تھا، جس کا نام ڈاکٹر عبدالقدیر خان ہے، الحمدللہ آج تک ان کو حفاظت میں

رکھا گیا ہے۔یہ بھی خارجہ پالیسی کا ایک حصہ تھا۔ میں صرف یہ کہوں گا کہ ایک ہمارے معزز رکن پروفیسر صاحب نے کل یہ ذکر کیا ہے کہ چائنا کے ساتھ زیادہ ہمیں align ہونا چاہیے' جو میں نے اخباروں میں پڑھا ہے اور چائنا ایک بہت important ملک ہے۔ میں ان سے متفق ہوں اور یہی چیز آج کے اخبار میں بھی دی ہوئی ہے کہ چائنا کے ساتھ ہمارے تعلقات ہیں' چائنا ہمارا نمبر 1 دوست رہا ہے' ہے اور انشاء اللہ رہے گا کیونکہ دونوں ایک دوسرے کی خارجہ پالیسی میں مداخلت کے بغیر مدد دیتے ہیں۔ آج کے اخبار میں تین چیزیں نمایاں طور پر آئی ہیں - پہلی چیز میں پڑھتا ہوں کہ China has assisted Pakistan in setting up the Chashma-I and Chashma-II اور یہ سارے nuclear plant لگ چکے ہیں۔ یہ سب چائنا نے مدد کی تھی۔ اس کے بعد China کا یہ ذکر بھی آیا ہے کہ پاکستان میں چائنا 1.2 billion کی فیکٹری بنائے گا جو کہ full cycle nuclear fuel and power plant کے لیے ہوگی۔ اس لیے پاکستان کے جو powers کے مسائل ہیں' وہ بھی nuclear کے ذریعے چائنا کے ساتھ مل کر طے ہوں گے۔

جناب والا! میں آخر میں یہ کہوں گا کہ جب صدر پاکستان چائنا جاتے ہیں تو انہوں نے وہاں پر China-Pakistan Power Plant کا operation sign کیا جس کی مبارک باد آج کے وزیر خارجہ کو بھی دوں گا کہ انہوں نے یہ سارا plan آگے بڑھایا ہے۔ چائنا کے متعلق میں صرف اتنا کہوں گا کہ وہ ہمارا نہ صرف دوست ہے بلکہ بھائی ہے اور strategic partner ہے ۔

خارجہ پالیسی کے بعد اگر ہم security کا دوسرا پہلو دیکھتے ہیں تو terrorism ہے۔ Terrorism کو ماضی میں تین طریقوں سے attack کیا گیا ہے۔ آج مجھے خوشی ہوئی جب Foreign Office کے نمائندے نے weekly briefing دی' میں یہ پوری briefing دیکھ رہا تھا' اس میں بھی انہوں نے اسی چیز کا تعین کیا کہ terrorism کو ایک تو militarily fight کیا جائے گا' دوسرا سیاسی طور پر fight کیا جائے گا جیسا کہ ماضی میں بھی سیاسی عمل ہوئے' یہ ٹوٹے بھی اور پھر بنے مگر یہ اس پر عمل ہوا۔ تیسرا socio-economic development ہے جو میں نے خود پہاڑوں میں' خیبر ایجنسی میں جا کر دیکھی تھی' aerial views بھی لیے تھے اور زمینی چیزوں کو بھی دیکھا کہ کس طرح سے پانی کی pipe lines گئی ہیں' کس طرح سے roads بنے ہوئے ہیں' سکول بنے ہوئے ہیں' ہسپتال بنے ہوئے ہیں۔ اس طرح یہ تینوں جزو

موجود ہیں۔ Terrorism جو پاکستان کا نمبر 1 دشمن ہے' اس کو attack کرنے کے لیے ماضی میں اقدامات کئے گئے ہیں۔ مجھے خوشی ہے کہ future میں بھی یہی کیا جائے گا۔

جہاں تک پاکستان کے interest کا تعلق ہے' پاکستان کی سلامتی کا تعلق ہے تو میرے خیال میں اس بات سے اس ایوان کو سب سے زیادہ اتفاق ہوگا کہ پاکستان کا صحیح دفاع صرف اور صرف جمہوریت میں ہے۔ ہم نے یہ بھی دیکھا کہ ایک پورے جمہوری عمل کی transaction ہو چکی ہے۔ اس میں صدر جو ایک military leader تھے' آج وہ civilian elected صدر ہیں۔ ہم نے یہ بھی دیکھا کہ نیشنل اسمبلی کے اس دوران دو elections ہو چکے ہیں۔ ہم نے یہ بھی دیکھا کہ اس دوران چاروں صوبائی اسمبلیوں کے elections ہوئے' ہم نے یہ بھی دیکھا کہ جو سیاسی عمل ہے' وہ جاری ہے۔ آج الحمدللہ کہیں پر یہ نہیں کہا جا سکتا کہ یہ جمہوری عمل رکا ہوا ہے۔ سیاسی لیڈر' خواہ کسی پارٹی کے ہوں' وہ پاکستان کی ترقی میں حصہ لے رہے ہیں کیونکہ کسی بھی ملک کی خارجہ پالیسی تب مضبوط ہوگی جب ان کے جمہوری ادارے مضبوط ہوں گے۔ جناب والا! میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس وقت ہم دیکھ رہے ہیں کہ پاکستان میں میڈیا آزاد ہے۔ میڈیا expanded ہے۔ ہم نے caretaker کے زمانے میں بھی دیکھا کہ میڈیا کو مزید آزاد کیا گیا ہے' جو channels بند تھے' وہ سارے کھول دیے گئے تھے۔ یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ مزید channels کو licence بھی دیے گئے ۔ آج ہم دیکھتے ہیں کہ اس میں مزید commitments ہو رہی ہیں جس کا ہم خیر مقدم کرتے ہیں۔

جناب والا! تیسری چیز جو کسی ملک کے لیے ضروری ہے ' وہ اقتصادی خود کفالت ہے۔ ہم نے ماضی میں دیکھا کہ micro-economic developement ہوئی ہیں ' micro-economic indicators کی growth ہوئی ہے۔ آج الحمدللہ Marylynn's کی اس سال اپریل کی رپورٹ کہتی ہے کہ پاکستان کو جو سیاسی اور بین الاقوامی terrorism کے shocks ملے ہیں' وہ صرف اس لیے absorb کئے جا سکے ہیں کہ بنیادیں اچھی تھیں اور economic viability تھی ' اس لیے یہ ہو سکا۔ میں صرف یہ کہوں گا کہ یہ وہ قوم ہے جو 1999 میں ایک failed state تھی اور bankrupcy کی طرف جا رہی تھی۔ آج الحمدللہ یہ سارے shocks برداشت کرتے ہوئے اپنے missiles کے پروگرام کو بھی ترقی دے رہی ہے۔

جمہوریت کو بھی ترقی دے رہی ہے اور economic issues کو بھی address کیا جا رہا ہے۔ اس پورے قصے میں میں یہ کہوں گا کہ میں نے یہ بھی دیکھا کہ امریکہ کے لیے بہت ہی negative چیزیں کہی گئی ہیں، ٹھیک ہے، یہ احساس ہونا چاہیے کہ پاکستان کے دفاع کے لیے foreign policy میں جو بھی مداخلت کرے گا، چاہے وہ امریکہ ہو، برطانیہ ہو، ہندوستان ہو یا روس ہو، ہم اسے برداشت نہیں کر سکتے مگر حقائق کو بھی دیکھنا پڑے گا۔ حقائق یہ ہیں کہ امریکہ آج ایک super power ہے ۔ Standing Committee on Finance میں وزیر خزانہ نے پچھلے ہفتے ہمیں بتایا ہے کہ انہیں 3 billion dollar ملنے والے ہیں۔ انہوں نے یہ بھی کہا کہ انشاء اللہ ہماری economy کی اس fiscal سال میں جو جون میں ختم ہو رہا ہے، اچھی صورت حال ہو گی، اس لیے ہم اس کا بھی خیرمقدم کرتے ہیں۔

جناب والا! میں چائنا کے وزیر خارجہ کو مبارک باد دینا چاہتا ہوں کہ جب وہاں صدر صاحب گئے تھے، ان کے ساتھ سیاسی وجوہات کی بناء پر Foreign Minister تو نہ جا سکے مگر انہوں نے request ضرور کی تھی کہ جب delegation جا رہا ہے تو چائنا سے 500 million dollar کی جو وقتی support چاہیے تھی، وہ لی جائے۔ مجھے خوشی ہے کہ صدر صاحب کی foreign policy جو ماضی میں successful رہی ہے، آج کی حکومت اس gap کو پورا کر سکے گی۔

جناب چیئرمین: آپ ذرا وقت کا بھی خیال رکھیں۔

سینیٹر نثار احمد میمن: میں اس کے ساتھ یہ بھی کہوں گا کہ یہ ساری چیزیں میں اس لیے کہہ رہا تھا کہ قومی سلامتی اور قومی interest کو مدنظر رکھتے ہوئے خارجہ پالیسی بنی جس میں ہمارے bilateral relations بنے ہیں۔ میں چائنا کی بات کر چکا ہوں اور US کے بارے میں صرف اتنا کہوں گا کہ آج ایک statement آیا ہے، یہ ان کی ambassador کا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس سے زیادہ پاکستان کی خارجہ پالیسی کی success نہیں ہو سکتی جو ماضی سے چلی آ رہی ہے۔ جب United States کی Ambassador پاکستان کی سر زمین میں یہ کہے کہ

I am quoting this from APP News Agency's report which is a

government agency,

"A stable, democratic and prosperous Pakistan, free of militants and extremists will make America safer."

یعنی ہماری خارجہ پالیسی کی وجہ سے امریکہ secure ہو سکتا ہے۔ اس میں یہ بھی لکھا ہے۔

"Pakistan was a critically important country for the United States"

تو یہ ساری چیزیں ہماری خارجہ پالیسی کی ہیں۔

جناب چیئرمین: وقت کا خیال رکھیں کیونکہ we have a very limited time.

سینیٹر نثار احمد میمن: جناب والا! میں اب conclude کرنا چاہتا ہوں کہ اگر ہندوستان کی بات کرتے ہیں تو ہندوستان کے مطابق تو کشمیر کا معاملہ ختم ہو چکا تھا۔ اب الحمدللہ، یہ ایجنڈے پر آیا ہے اور اس پر بات چیت ہو رہی ہے۔ موجودہ وزیر خارجہ صاحب اس کو آگے لے جائیں گے۔ کل جیسے مشاہد حسین سید نے کہا ہے کہ آنے والے چھ مہینوں میں اس پر اچھی پیش رفت ہو سکتی ہے۔ اس کے لیے ہم دعا گو ہیں کہ ہمارے نئے وزیر خارجہ اس کو آگے پہنچائیں کیونکہ کشمیر کا مسئلہ بہت اہم ہے۔ ایران کے ساتھ ہمارے تعلقات بالکل ہی نرم تھے اور ان میں کوئی گرمی نہیں تھی۔ آج الحمدللہ pipeline آ رہی ہے۔ SAARC بالکل بند تھا، کوئی meetings نہیں ہو رہی تھیں لیکن اب ہو رہی ہیں۔ ECO کو دیکھیں۔ پھر ہم Shanghai Organization میں ایک observer کی حیثیت سے داخل ہو چکے ہیں جس کی وجہ سے ہم چائنا کا شکریہ ادا کرتے ہیں اور چائنا SAARC میں پاکستان کی وجہ سے آ چکا ہے۔ ہم ASIAN میں آ چکے ہیں۔ ہمارا OIC میں role ہے اور ہم UN Peace Keeping Mission میں شامل ہیں۔ اس لیے میں سمجھتا ہوں کہ یہ سب ہماری خارجہ پالیسی کی کامیابی کا حصہ ہے۔

جناب والا! میں اب conclude کرنا چاہتا ہوں اور کہنا چاہتا ہوں کہ اس ساری foreign policy کا architect کون رہا ہے؟ وہ President Musharraf ہے اور انہوں نے اس پوری خارجہ پالیسی کو architect کیا ہے۔ گورنمنٹ کس کی تھی؟ پانچ سال پاکستان مسلم

لیگ کی گورنمنٹ نے اسے implement کیا ہے۔ ہم سب ان لوگوں کو tribute پیش کرتے ہیں اور دعا گو ہیں کہ آنے والی گورنمنٹ اس کو آگے لے جائے اور آپ قومی مفادات میں جو بھی کام کریں گے، ہم اس میں آپ کا بھرپور ساتھ دیں گے۔ انشاء اللہ پاکستان کا دفاع، پاکستان کی پارلیمنٹ جو کہ عوام کی representative ہے، وہ کرے گی۔ بہت شکریہ۔

جناب چیئرمین: وزیر خارجہ صاحب صدر پرویز مشرف کے ساتھ چائنا گئے تھے۔

سینیٹر نثار احمد میمن: میں نے اس کا ذکر کیا ہے۔

جناب چیئرمین: آپ نے کہا تھا کہ نہیں گئے۔

سینیٹر نثار احمد میمن: وزیر خارجہ گئے تھے اور وزیر خزانہ نہیں گئے تھے۔ 500 million dollar, Ministry of Finance کی ضرورت تھی جو صدر پرویز مشرف صاحب نے وہاں سے منظور کروائی۔

جناب چیئرمین: مجھے ممبران کا تعاون چاہیے کیونکہ جمعے کی اذان سوا بارے بجے ہو جاتی ہے اور تقریباً پونا گھنٹہ وزیر خارجہ کو winding up کے لیے چاہیے ہوگا۔ مجھے اب بھی ممبران کے نام تقاریر کے لیے آرہے ہیں۔ میں ان سے عرض کرتا ہوں کہ اگر وقت ہوا تو میں انہیں accommodate کر لوں گا کیونکہ list close ہو گئی تھی، اس لیے کہ منصوبہ بندی نہیں ہوسکتی کہ کتنا time دیا جائے اور وزراء کی availability بھی دیکھی جاتی ہے۔ اس لیے ممبران سے عرض کروں گا کہ وہ مہربانی کرکے سختی سے وقت کی پابندی کریں تاکہ زیادہ سے زیادہ ہمارے ساتھی بول سکیں۔ پانچ سے سات منٹ تک کا time ہے تاہم parliamentary leaders کے لیے دو تین منٹ زیادہ وقت ہے۔ مولانا گل نصیب خان۔

سینیٹر مولانا گل نصیب خان: اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ھو الذی ارسل رسولہ ...... و کفی باللہ شہیدا۔ و قال نبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ من یطع اللہ و رسولہ فقد ھدی ---- امر اللہ ۔ شکریہ جناب چیئرمین! آپ نے مجھے ایک انتہائی اہم ایشو پر اس معزز ایوان میں بات کرنے کا موقع دیا جس پر میں بے حد شکرگزار ہوں ۔ جناب چیئرمین! اس وقت پوری دنیا میں افراد کی حکمرانی نہیں ہے ، بلکہ اداروں کی

حکمرانی ہے اور جس قوم اور ملک کے ادارے مضبوط ہوں، مستحکم ہوں، وہی قوم سب سے زیادہ ترقی کرنے کی مستحق ہے ۔ سینیٹ وفاق کی علامت ہے اور ملک کو استحکام سے دوچار کرنے میں اس کا ایک اہم کردار ہے ۔ لہذا ملک کی مجموعی خارجہ پالیسی پر اس وقت جو بحث ہو رہی ہے، میرے خیال میں یہ ملک کی سب سے بڑی خوش قسمتی ہے کہ قومی مسائل قومی اداروں میں زیر بحث لائے جاتے ہیں ۔ یہ کامیابی ہے ۔

جناب چیئرمین ! خارجہ امور ہمیشہ کے لیے ہیں ۔ خارجہ پالیسی اگر بنائی جاتی ہے تو ملکی مفادات کے گرد خارجہ پالیسی گھومتی ہے ۔ ہمارے ملکی مفادات ، ایک مستحکم پاکستان ہے ۔ ہمارے ملکی مفادات میں اسلام کا وہ مقدس نظریہ ہے، جو اس ملک کی بنیاد ہے اور اس بنیاد پر ملک آزاد ہوا ہے ۔ جناب چیئرمین ! اس وقت ہم یہ تجزیہ کر رہے ہیں کہ ہم اپنی موجودہ خارجہ پالیسی کی بنیاد پر ترقی کر گئے ہیں، قوموں کی صفوں میں ایک باوقار قوم کی حیثیت سے داخل ہوئے ہیں ، بین الاقوامی برادری کو ہماری ضرورت محسوس ہو رہی ہے یا ان مقاصد کے حصول میں ہماری خارجہ پالیسی ناکام رہی ہے یا کچھ کامیابیاں حاصل کر کے مکمل کامیابی حاصل نہیں کی ۔

جناب چیئرمین ! دنیا جب سے وجود میں آئی ہے ، دو طرح کی سیاست دنیا میں چلی آ رہی ہے۔ ایک سیاست کی بنیاد خوف اور لالچ پر ہوتی ہے اور ایک سیاست کی بنیاد علم اور خدمت پر ہوتی ہے ۔ اس وقت میں سمجھ رہا ہوں کہ دنیا جہاں کے جتنے طاقتور ممالک ہیں، ان کی خارجہ پالیسی خوف اور لالچ پر مبنی ہے۔ دنیا کو خوف دلا کر اپنی صف میں شامل کر لیتے ہیں اور دنیا کو لالچ دے کر اپنی صف میں شامل کرنے کے درپے ہوتے ہیں اور یہی دنیا میں سب سے نقصان دہ پالیسی ہوا کرتی ہے ۔ جب بھی دنیا میں کسی نے قوت حاصل کی تو انہوں نے انسانیت کو غلام بنایا اور ملکوں کو غلام بنایا، عذاب الہی نے اسے نہیں چھوڑا اور بہت سی مثالیں ہیں، لیکن دنیا کے نظام میں ان پالیسیوں سے مثبت تبدیلی کبھی نہیں آئی اور جہاں علم اور خدمت کے جذبے سے قومیں سرشار ہوں اور دنیا کی پالیسیاں علم کی روشنی میں بنائی جاتی ہوں اور خدمت کے جذبے سے ہوں، وہاں قومیں عروج پر ہوتی ہیں۔ آپس میں پیار و محبت ہوتا ہے اور دنیا جہان میں فساد کی بجائے امن آجاتا ہے ۔

جناب چیئرمین ! اپنی خارجہ پالیسی کو ہم مکمل طور پر ناکام تو نہیں کہہ سکتے ۔ کئی

کامیابیاں ہم نے حاصل کی ہیں اور ان کا تذکرہ بھی ہم کریں گے انشاء اللہ تبارک و تعالیٰ' لیکن ایک مہذب اور منظم قوم و ملک کی حیثیت سے جو کامیابی حاصل کرنی چاہیے تھی' وہ ہم بوجوہ نہیں کر سکے۔ جناب چیئرمین! کسی ملک کی خارجہ پالیسی میں سب سے اہم ان کے پڑوسی ممالک ہوتے ہیں اور پڑوسی ممالک کے ساتھ اچھے تعلقات ملک کے استحکام کا سبب بنتے ہیں۔ اگر آپ کے پڑوسی ملک میں آگ جل رہی ہو' وہاں گولیاں چل رہی ہوں اور آپ اسی پڑوس میں رہتے ہوئے صرف اپنے ملک کا نعرہ لگاتے ہیں کہ سب سے پہلے پاکستان تو جناب چیئرمین! وہ کبھی بھی آپ کو ایک محفوظ مستقبل نہیں دے سکتا۔ جناب چیئرمین! ہمیشہ کے لیے' اسلامی تعلیمات بھی یہی ہیں اور ملک اور قوموں کے رسم و رواج بھی یہی ہیں کہ سب سے زیادہ تحفظ اپنے پڑوسی کو دینا ہے اور پڑوس والے جب آپ کے محفوظ ہوں گے تو آپ کا ملک محفوظ رہے گا۔

جناب چیئرمین! دوسری سب سے بڑی چیز جو خارجہ پالیسی میں بنیادی کردار ادا کرتی ہے' وہ ملک کا اندرونی استحکام ہے' سیاسی استحکام' معاشی استحکام' اقتصادی استحکام' جب تک ملک میں استحکام نہیں ہو گا' آپ کی خارجہ پالیسی کو کوئی بھی وہ اہمیت نہیں دے گا' جو دینی چاہیے۔ ایک ملک اگر قوموں کی برادری میں قوموں کی ضرورت ہی نہیں تو دنیا اسے کیسے اہمیت دے گی۔ جناب چیئرمین! ہمیشہ ہم نے خارجہ پالیسی کی تشکیل کرتے ہوئے داخلی استحکام کی طرف کبھی نظر نہیں کی اور داخلی طور پر ہم ہمیشہ انتشار میں رہے ہیں اور بصد احترام جناب چیئرمین! اگر میں یہ عرض کروں کہ اس ملک میں سیاسی قوتوں کو حکومتیں ملی ہیں' اقتدار ملا ہے' لیکن اختیار نہیں ملا اور میں اس بات پر اگر دلائل پیش کروں اور پوری تصدیق اور تحقیق کروں تو وقت زیادہ لگے گا' لیکن پاکستان بنا' جس بنیاد پر بنا' وہ بنیاد اس وقت ہمارے پاس نہیں ہے۔ ۱۹۷۳ء کا آئین تشکیل پایا' اس آئین کے مطابق سسٹم اس ملک میں اب تک نہیں بنا۔ جناب چیئرمین! پولیٹیکل فورسز اور جمہوری قوتیں جب بھی حکومت میں آئی ہیں' ان کو اقتدار تو ملا' لیکن اختیار نہیں ملا۔ میں آج بھی اس بات پر قائم ہوں کہ اب بھی اگر پولیٹیکل فورسز اور جمہوری قوتوں کو اختیار اور اقتدار دونوں مل جائیں تو یہ ملک اتنی ترقی کر سکتا ہے کہ جتنی ترقی ساٹھ سال میں نہیں کی' انشاء اللہ وہ پانچ سال میں ترقی کر پائے گا۔ جناب چیئرمین! میں بصد

احترام عرض کروں گا - ہندوستان سے ہماری لڑائی، میری سمجھ میں نہیں آ رہی - افغانستان سے ہماری لڑائی، ہماری سمجھ میں نہیں آ رہی - ایران سے ہمارے تعلقات کی خرابی یا اس میں گرمجوشی نہ دیکھنے میں آنا، میری سمجھ میں نہیں آ رہی - چین کے ساتھ، چین ایک ایسا ملک تھا جس کے بارے میں ہمارے اکابر یا بڑوں نے ایک بات بھی کہی ہے - چین وہی ملک ہے دنیا میں کہ جس نے ہندوستان کے خلاف پاکستان کا ساتھ دیا تھا - یہ بہت بڑا کام ہے - چینیوں کے لیے یہ بہت بڑا کام ہے - لیکن اگر آج چین کے پاکستان کے ساتھ تعلقات اچھے ہیں تو ایسے ہی ہندوستان کے ساتھ بھی اچھے ہیں- ایسے ہی اب وہ ہندوستان کے ساتھ خالات بنا رہے ہیں - لہذا جناب چیئرمین! میری گزارش یہ ہو گی کہ سب سے پہلے، ہماری خارجہ پالیسی تب ٹھیک ہو گی، جب ہمارے ملک میں جمہوریت اور پارلیمنٹ طاقتور ہو تاکہ پارلیمنٹ فیصلے کرنے میں خود مختار ہو، آزاد ہو- میں تو ایک سیاسی ورکر کی حیثیت سے سیاسی حکومتوں میں رہا اور پارلیمنٹ میں رہا اور تاریخ ہم دیکھتے ہیں تو ہم اس بات کو محسوس کرتے ہیں کہ اس وقت بھی حکومت کو وہ اختیار نہیں مل رہا ہے جو کہ ملنا چاہیے -

جناب چیئرمین: وقت کا خیال رکھیں-

سینیٹر مولانا گل نصیب خان: جناب چیئرمین! ہمارے حکمران اپنے ملک کے داخلی استحکام کو اس نہج پر لائیں کہ قوموں کی برادری میں اور بین الاقوامی حالات کے پیش نظر دنیا ہماری ضرورت محسوس کرے- ہم نے یہ نہیں کیا، اس کے بجائے ہم نے جغرافیائی حالات کو دیکھ کر کہ چونکہ امریکہ افغانستان میں آ رہا تھا اور اس کا ہم نے فائدہ اٹھا کر، "سب سے پہلے پاکستان" کا نعرہ لگا کر، افغانستان کے خلاف اپنی سرزمین کو استعمال کر کے اپنے پڑوسی ملک افغانستان کو ہمیشہ کے لیے ناراض کر دیا ہے- میرے خیال میں اس کو کامیاب خارجہ پالیسی نہیں کہہ سکتے- جناب چیئرمین! بین الاقوامی قوانین میں بھی اپنے ملک کی سرزمین کسی دوسرے ملک کے خلاف استعمال کرنے کی اجازت نہیں ہے لیکن ہم نے یہ اجازت دے کر اپنے ملک کے اندر آگ اور خون کا کھیل کھیلا- آج وزیرستان، باجوڑ، پورے صوبہ سرحد اور بلوچستان میں ---
جناب! یہ کہہ رہے ہیں کہ آپ پختونخواہ کہیں تو پختونخواہ میں جناب چیئرمین---

(ڈیسک بجائے گئے)

جناب چیئر مین: وقت کا بھی خیال رکھ لیجیے۔

سینیٹر مولانا گل نصیب خان: ٹھیک ہے میں وقت کا خیال رکھتا ہوں۔ جناب چیئر مین! آپ دیکھیں کہ ہمارے ملک کے داخلی انتشار کا سبب ہماری خارجہ پالیسی ہے۔ اگر ہم اپنے ملک میں انتشار پاتے ہیں تو اس کی بنیاد خارجہ پالیسی ہے اور میں موجودہ قومی حکومت کو اس بنیاد پر خوش آئند قرار دیتا ہوں اور مبارکباد دیتا ہوں کہ انہوں نے پہلی مرتبہ امریکہ اور ان کے نمائندوں کو یہ بات کہہ کر واپس کیا کہ یہاں کے تمام فیصلے پارلیمنٹ کرے گی۔ یہ ایک خوش آئند بات ہے لیکن اگر اختیار اور اقتدار دونوں ہمیں نہیں مل رہے تو میں بصد احترام تمام political forces سے یہ گزارش کروں گا کہ حکومت جن کے پاس ہے اور جن کے پاس اختیار ہے، انہیں پر چھوڑ دیں تاکہ ایک تو بدنامی ہمارے ذمہ نہ ہو اور نیک نامی ان لوگوں کے ذمہ نہ ہو۔

جناب چیئر مین! صوبہ سرحد میں متحدہ مجلس عمل کی حکومت پانچ سال رہی اور انہوں نے تمام مسلح قوتوں سے مذاکرات کی بات کی، دنیا نے اس کو تسلیم نہیں کیا۔ ہمیں مذاکرات نہیں کرنے دیئے گئے اور اس کے نتیجے میں اس وقت صوبہ سرحد میں پاکستان پیپلز پارٹی اور عوامی نیشنل پارٹی کی مخلوط حکومت ہے، انہوں نے بھی مذاکرات کی بات کی اور اسی پالیسی کو اپنایا۔ میں شکر گزار ہوں لیکن جناب چیئر مین! آج امریکہ اور ہمارے دفتر خارجہ کا بیان ہے کہ وہ ان امن مذاکرات کو آگے نہیں چلنے دیں گے اور آج ہمارے دفتر خارجہ کا بیان ہے کہ ہم نے ان لوگوں سے مذاکرات کی بات کی ہے جو اسلحہ پھینک دیں اور مذاکرات کے لیے تیار ہوں، یہ بھی خوش آئند بات ہے لیکن امریکہ کو صفائی کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ ہماری قوم اپنے ملک کے اندر اپنی پالیسیاں خود تشکیل دے گی۔ جناب چیئر مین! گزشتہ حکومت نے پالیسی کے حوالے سے کئی کامیابیاں حاصل کیں، ہم ان کو نظرانداز نہیں کر سکتے۔ جناب چیئر مین! عراق میں فوج نہ بھیجنا گزشتہ حکومت کا جراتمندانہ قدم تھا، ایران سے گیس کا معاہدہ کرنا اور چین سے گوادر کے بارے میں معاہدہ کرنا بھی ایک جراتمندانہ اقدام تھا۔ اگر ہم باہر کی دنیا اور خارجہ پالیسی

کو چھوڑ کر اپنے اندرونی استحکام، political استحکام، اقتصادی اور معاشی استحکام کی طرف سب سے پہلے توجہ دیں اور ہم دنیا کی ضرورت بن جائیں تو انشاء اللہ آپ دیکھیں گے کہ خود بخود خارجہ پالیسی تشکیل پا جائے گی۔ میں شکر گزار ہوں۔ و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ جناب سلیم سیف اللہ خان، مولانا سمیع الحق، جناب ایس ایم ظفر۔

سینیٹر ایس ایم ظفر: جناب چیئرمین! میں اپنی بات وہاں سے شروع کرنا چاہوں گا جہاں بہت سے اراکین نے اپنی گفتگو ختم کی ہے یا ختم کرنا چاہتے ہوں گے۔ سوال یہ ہے کہ کیا کسی ملک کی خارجہ پالیسی اس ملک سے علیحدہ چیز یا شے ہے۔

Sir, the question is, is foreign policy of a country, foreign and independent of the country? Sir, on the contrary foreign policy is in fact a reflection of the domestic policy of the country and any country's foreign policy is dependent on its domestic situation. A country economically stable, a nation internally united and wherein country's institutions are working in harmony with each other, such a state and its people can pursue independent foreign policy. To sum it up, no foreign policy can be larger than the state itself. Sir, so let us put our House in order, that should be our priority. As a responsible Opposition to the Foreign Minister and to the Government in power, sir, we offer them a smooth sailing for the good work that they will do but a healthy and robust criticism and opposition wherever they go wrong. Mr. Chairman, 40 days are too short a period for bringing the performance or preferences of the new Government under discussion. Foreign policy of a country has to organically grow and shape itself gradually, it takes time. We will

have patience to see the preferences of the present Government. I shall therefore, make a few comments and some suggestions. Sir, the threshold, where we stand today vis a vis the foreign policy and as a result of the foreign policy followed and adopted in the past are as follows:

This is where I find, we stand today as a country, as a nation, No. 1, sir, we have averted the possible damage that was looming large on the horizon of Pakistan soon after 9/11, when a "hyper super power" and I repeat sir, a hyper super power who held no bar holds to its use of power and a hostile India was ready to embrace the doctrine of pre-emptive attack in the garb of hot pursuit were a threat to us. We got space and the time despite of then a fortunate situation for Pakistan.

No. 2, sir, we are now pursuing a comprehensive and a meaningful peace process with India, which is likely to take momentum in the coming future. This was the 2nd item of our threshold. We have kept the issue of Jammu and Kashmir alive and have made India agree that the solution must be acceptable to the two countries i.e. Pakistan and India and the people of Jammu and Kashmir, a great achievement, a high threshold to be on. No. 3, sir, China our ever trusted friend whose friendship is refined to as higher than Himalaya and deeper than Pacific Ocean or any ocean for that matter now we have entered into further dimension of friendship with it cementing it stronger and for better. We are economic partner of China in the most important economic development at Gwadar which is going to usher in something, very new

for Pakistan, a total new economy for Pakistan. we are pursuing the need of our energy through the nuclear plants aided by China more cementing factor. I hope, very soon we shall be entering into a pipeline relationship wih China.

Sir, with the only super power USA, we have entered into strategic and new partnership which I will spell out later as I move forward. Lastly, I would like to point out that we have successfully urged OIC to be proactive in the interest of Muslim Ummah. These are some of the assets, some of the achievements that we are handing over to the new Govememnt, as the result of our Foreign Policy and now, the new Foreign Minister, you have to build upon it I am aware that while pursuing these goals which I have mentioned, we might have made some mistakes in the management or we might have omitted to take some better advantages that we could have been able to take, but those are the things which any time and for any country may happen. Let us assess them and move and find what are the advantages we can draw out of them. Sir, we have a very fine geo political situation available to Pakistan and we can certainly do many things but let me at this juncture say a few words about the Foreign Office. I heard some sort of criticism or some sort of misgiving here that our Foreign Office was not upto the standard or the mark. Sir, I have been connected and had some interaction with the Foreign Ministry when I went to the Security Council in 1965 to represent Pakistan during the war between India and Pakistan and at that time, the eminent Agha Shahi was the Deputy Secretary, I was with the

Foreign Affairs Ministry number of times, I had, for the short period been also Acting Foreign Minister. Then I went to China with General Zia-ul-Haq and during that time also Agha Shahi with us I want to make it a matter of record that my opinion which I believe and I know is being shared by many others that the Foreign Office boys of Pakistan are smarter, dedicated and hardworking. We have got good pool of expertise and good diplomats, Mr. Foreign Minister may make best use of them and give them confidence, I do not accept the misgiving expressed at the floor of this House about them.

Now, may I proceed with some suggestions, sir amongst the most critical challenges in our relationship in this globalized world is our relationship with United States of America. USA is almost in term of hegemony, this is a term in place od colonization and so in term of hegemony USA is almost our neighbour, USA is in Afghanistan, USA influences in India, USA is in Centeral Asia and USA seen and felt in many forms all around us. We cannot do without having our relationship with the United States of America, United States of America is undoubtedly after Cold War and the fall of Berlin Wall the only Super Power, it has immense wealth, immense resources and unknown military hardware and immense military power. Sir, we do not want to have hostility of the United States of America and I am sure that the Foreign Policy to be pursued by this Government will also be on same line that we do not want any hostality from the United States of America. We should prefer to pursue, if I can borrow from the caption of the book of

Field Marshal Muhammad Ayub Khan, for our relationship that we want to be friends, not masters.

(Thumping of desks)

Sir, now is the chance, then it was a desire but now is the chance to aim for friendship because this is time United States of America needs Pakistan and as very correctly summed up by the Ambassader of the United States of America Madam Peterson, she has been quoted earlier but may I quote a different part of her statement, she said, this with regard to need of United States for Pakistan and I quote;

" Pakistan is critically important country for United States of America, America may or may not be important for Pakistan but Pakistan is critically an important country for United States of America."

And then she goes on to say...

جناب چیئرمین: وقت کا خیال رکھیں۔

Senator S.M Zafar: OK sir.

"Important to our security, important to our relations with others in the Muslim World," these are key words that we are important for their relationship with the Muslim World, " important to America's continued economic success ", even their economic success is dependent on Pakistan."

Sir, now that new Government is ushered in through an election which has been accepted internally and internationally that there is chance for the United States to have a contact with the people of

Pakistan, I hope this will be exploited by our Foreign Minister as he moves on further.

Now, sir quickly, our China relationship, I have already mentioned and it has to be strengthened, I am sure, it will grow with time. There is one country which has not been mentioned but is emerging as a new power that is Russia. Sir, we did open up our new windows with Russia, our trade has increased with Russia during this period but enough has not been done. It is new center of power in the emerging world, we must pay our attention to new emerging power. Sir, as far as Iraq is concerned, we had earlier passed a resolution in Senate and recommended to not send the troops in Iraq when there was war. I think now is the time to join the voices, I am sure the Foreign Office will inform the Foreign Minister that there are voices all over the world even in United States of America for withdrawal of the troops from Iraq and occupational forces have to be taken away from Iraq, I think, Pakistan should join these voices and support the withdrawal of troops from Iraq.

Sir, Kashmir is a very important issue. On Kashmir, of course, all Speakers have spoken and I don't have to repeat but I might like to point out something which concerns me more and I think, it should be on record. Sir, when these meetings between India and Pakistan take place in future, I hope there will be a time frame for decision on Kashmir. Manmohan Singh seems keen that it should be sorted out but one thing for sure must be done. Human Rights violations in Occupied Kashmir has not abated, the military forces have not been withdrawn. I would hope

that in the coming few months this is achieved through the efforts of the Foreign Ministry now representing the mandate of people of Pakistan because of the elections.

Sir, there has been a bad news recently, Pakistan has been taken out of the seat of Human Rights Commission because it has not qualified and I would like to draw the attention of the Foreign Minister to it, I have learnt that the reason why Pakistan has not been qualified for the seat of Human Rights Commission this years although we got the seat in year 2001 or 2002, I thought we will continue to hold it but we have been held not to be qualified. The reason I am told is that there was a demand that Pakistan should establish an independent Human Rights Commission which has not been structured or not brought into operation, I hope this aspect would be taken care of. So, this is another issue which we should consider....

Mr. Chairman: Please, try to conclude because there are many other speakers.

Senator S.M Zafar: Sir, at the last moment and the last thing that I would like to point which is important Senator Bhinder rose on a point of order to say that Mr. Zafar should be given more time. (thank you sir, thank you very much, I am grateful for Mr. Bhinder) sir, there has been some statements and I know, they are not the Government's statements, that there will be an IAEA probe into the affairs of Dr. A.Q Khan. I give a pause, I am sure, it is not the Government policy but sir, if

it is at all the view point of the new Government then on the floor of this House, I say, I oppose it stronglyand I hope all the members will oppose it, there should be no probe into the affairs of Dr. A.Q. Khan by any agency, that chapter is closed. As a matter of fact, the time has come to ease out and give better position and a better facility to Dr. Khan.

Sir, no doubt United States of America is a super power but you know more than me or anybody else being an experienced person that change is the law of universe. Super power will never remain super power

اس دنیا کی حاکمیت تو اللہ تعالیٰ کی ہے، باقی تمام چیزیں تبدیل ہوتی ہیں۔

ثبات اک تغیر کو ہے زمانے میں

آج کا super power کل کا super power نہیں رہے گا بلکہ جس دن اس super power نے عراق کے معصوم عوام پر پہلا بم گرایا تھا تو اسی دن اس کی super power قوتیں کم ہونی شروع ہو گئی تھیں اور آج میں دیکھتا ہوں کہ دنیا میں اور بھی قوت اور طاقت کے مقام پیدا ہو رہے ہیں۔ پاکستان کو چاہیے کہ multipolar world کی جانب بھی توجہ کریں۔ اب ایشیا کی دنیا ہے، اگلی decade بلکہ لوگ کہتے ہیں پوری century ایشیا کی century ہے۔ مغرب کی جانب دیکھنا کم کریں اور مشرق اور ایشیا کی جانب توجہ دیں۔ بہت بہت شکریہ جناب چیئرمین۔

جناب چیئرمین: جیسے میں نے پہلے عرض کیا کہ تقریباً پونا گھنٹہ مزید چاہیے ہو گا، جمعہ بھی ہے اور بہت ہی کم وقت رہ گیا ہے اور speakers بھی کافی ہیں۔ مہربانی کے تین سے پانچ منٹ تک لیں تاکہ زیادہ سے زیادہ ساتھی بول سکیں۔ جناب عباس کمیلی صاحب، مختصر رکھیے گا۔

سینیٹر محمد عباس کمیلی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اس floor پر foreign policy

کے بارے میں بہت کچھ کہا گیا اور جو کچھ جناب ایس۔ ایم۔ ظفر صاحب اور نثار میمن صاحب نے کہا، میں اس کی بھرپور تائید کرتا ہوں۔ یقیناً ہمیں حقائق کی دنیا میں رہنا چاہیے اور زمینی حقائق کو کبھی فراموش نہیں کرنا چاہیے۔ خارجہ پالیسی اسی ملک کی ہوتی ہے، جو ملک آزاد ہوتا ہے۔ ایک آزاد ملک ہی کی خارجہ پالیسی ہوا کرتی ہے اور وہ ملک آزاد ہوتے ہیں، تو پھر خارجہ پالیسی بھی مکمل طور پر آزاد ہونی چاہیے۔ مجھے سابق وزیر اعظم جونیجو صاحب کا ایک جملہ یاد آ رہا ہے کہ "Democracy and Martial law cannot go together." تو میں بھی یہاں صرف ایک جملہ اضافی کہوں گا کہ آزادی اور غلامی ساتھ ساتھ نہیں چل سکتی۔ ہمیں یہ طے کرنا ہو گا کہ ہم واقعی آزاد ملک ہیں یا ہم کسی حد تک غلامی میں مبتلا ہیں۔ اگر کسی مجبوری کے تحت ہیں تو اب وقت آ چکا ہے کہ ہمیں اپنی آزادی کا کھل کر اعلان کرنا ہو گا۔

یقیناً بہت عمدہ باتیں کہی گئیں۔ 1999 میں یہی ضرورت تھی اور ملک کو بچا لیا گیا لیکن آج حالات مختلف ہیں، ہمیں صرف ایک ہی super power پر تکیہ نہیں کرنا ہو گا، ہمیں دیگر قوتوں پر بھی نظر رکھنا ہو گی اور ان سے تعلقات استوار ہوں گے۔ بالخصوص پڑوسی ملک کے ساتھ، China کے ساتھ اور ایران کے ساتھ۔ ایران ہمارا برادر دوست ہے، مشکلات میں کام آنے والا ملک رہا ہے، اس نے ہمیں کبھی مایوس نہیں کیا، ہمیشہ مشکل وقت میں ہماری مدد کی ہے جبکہ اور بہت ساری قوتیں ہمیں مایوس کر چکی تھیں۔ مجھے نہیں معلوم کہ ان تعلقات میں نرمی کیوں آئی، آج پھر گرمی آ رہی ہے، ان تعلقات کو اور آگے بڑھتے رہنا چاہیے، اس میں نرمی نہیں آنی چاہیے۔ ہم اس وقت اس position میں ہیں کہ ہم اسلامی countries کو lead کر سکتے ہیں، بلکہ میں تو یوں کہوں کہ ہم خود ایک super power بننے کو جا رہے ہیں اس لیے کہ ہم atomic power ہیں۔ ہم کسی کی dictation کے محتاج نہیں ہیں، ہم کسی کے محکوم نہیں ہیں، ہمیں اپنی آزادی کا خود ثبوت دینا ہو گا۔ بس میں قرآن مجید کی ایک آیت پڑھ کر گفتگو ختم کروں گا کہ (عربی) یہود و نصاریٰ تم سے کبھی راضی نہیں ہوں گے جب تک کہ تم ان کی ملت کی پیروی نہیں کر لیتے۔ ہمیں تعلقات تو رکھنے چاہئیں۔ میں مولانا راحت صاحب کی اس بات کو آگے بڑھاؤں گا کہ (عربی) نیکی، پرہیزگاری اور تقویٰ میں تو تعاون کرو لیکن گناہ میں ہرگز تعاون نہ کرو۔ ہمیں تعاون کی بھی حدود کو معین کرنا ہو گا۔ ایک شعر یاد آ رہا ہے اور اسی پر

گفتگو ختم کرتا ہوں۔

زمانے سے تعاون بس ہمیں اتنا ہی آتا ہے

یہاں تک ساتھ اوروں کا' یہاں سے راستہ اپنا۔

شکریہ۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ سعدیہ عباسی صاحبہ۔

Senator Saadia Abbasi: Mr. Chairman, the foreign policy is a very very vast subject, it is not possible to condense it in a few minutes. I will just speak it on a very personal level to the honourable Foreign Minister of Pakistan and I will just ask him to look back at history and to look at policies of Zulfiqar Ali Bhutto and to look at the policies of Mr. Nawaz Sharif and to build on those.

As everybody knows Mr. Zulfiqar Ali Bhutto took the reigns of this country then Pakistan was going through a very very critical juncture, it was his personal endeavours, it was his personal acuemen and as a result of that he gave a new direction to the foreign policy of Pakistan. As a result of that foreign policy, we have got the Steel Mills in Karachi, one of the clearest manifestations of our relations with Russia. As a result of his foreign policy, we got the Heavy Mechanical Complex in the Kamra, that is the clearest manifestation of our relations with China. And he said that we must have a self reliant nuclear policy and as a result of that Pakistan today is a nuclear power.

This is the strength of the policies on which he has to build and what have we seen as a result of our relations with the United States,

there is nothing that we can point to, except killings, murders, militancy and terrorism, as far as our relations with the United States areconcerned.

When Mr. Nawaz Sharif became the Prime Minister, his policy was one of economic liberalization. And the policy that he adopted and the policy that he was pursuing, were the policies that were adopted by the Indian government and they built on that and today India is one of the largest economies of world. But what happened in Pakistan, the progress that the country was making, was derailed and the political process was derailed. When he poineered a new chapter in relations with India and that was sabotaged .simply because he was pursuing a new course or progressive course for Pakistan. So, building on that I would urge him, we are part of a coalition government and I would urge him that there is nothing in his political background, there is nothing in his educational background and there is nothing in his personal background. He comes from a household in which Islam was a very very predominant factor in their personal lives. In building on that I think he can make an indelible impact on foreign policies of Pakistan and a Foreign Minister has come who has the earnest mandate of the people of Pakistan. He has a democratic mandate and building on that we should look towards ourselves. We should look at our own strength and build on that. we should not be looking for hand out and we should not be looking to the United States to chalk a course of action for us, where we are guided by the their own self interest and that self interest is not in the interest of Pakistan. There is no question about it.

Mr. Nisar Memon said that in 1999 Pakistan was a failed state, failed state in whose perception? Failed state in the perception of those who derailed the democratic Government and after 8 years our leadership comes and sweeps the election in Pakistan. Why? Was it a failed state? Was it a failed leadership that comes back to Pakistan and receives such an enormous mandate from the people of Pakistan. Then he said, in the last five years the credit for the foreign policy of Pakistan goes to General Musharraf. Indeed it goes to him because he introduced a new culture of militancy, of killings, sending people to Guantanamo Bay, arresting Dr. Qadeer, indeed the credit goes to him and I am glad that he has pointed it out.

In the end Mr. Chairman, I will just urge the Foreign Minister that he should move away from the intelligence briefs that he receives from the Intelligence Agencies of Pakistan and he should act on the instance and on the mandate that has been given to him by the people of Pakistan and build a dynamic and progressive foreign policy for the benefit of the people of Pakistan. Thank you Mr. Chairman.

Mr. Chairman: Fauzia Fakhar -uz- Zaman Khan.

سینیٹر فوزیہ فخر الزمان خان: شکریہ جناب۔ بہت اچھے اچھے لوگ اتنی detail میں ہر پہلو پر روشنی ڈال چکے ہیں اس لیے میں ان کو repeat نہیں کرنا چاہتی۔ میرے لیے زیادہ باتیں بھی نہیں بچی ہیں۔ میں صرف یہ کہنا چاہتی ہوں کہ جو لوگ کہتے ہیں کہ برابری کی بنیاد پر امریکہ سے مذاکرات کیے جائیں۔ کیا وہ یہ نہیں سمجھتے کہ ہم کشکول لے کر ہر وقت اس سے بھیک مانگتے ہیں؟ ہم کس طرح برابری کی بنیاد پر اس کے ساتھ بات کر سکتے ہیں۔ یہاں تو حاکم اور

محکوم والی بات ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ کبھی آپ نے بلی اور شیر کی دوستی دیکھی ہے؟ کیا ہم ایک گن لے کر توپ سے مقابلہ کر سکتے ہیں؟ کبھی چوہے اور ہاتھی کی دوستی دیکھی ہے؟ جب تک ہم خود کو مضبوط نہیں کریں گے، ہم کسی سے بھی بات کرنے کے قابل نہیں ہیں۔ بھٹو صاحب نے اچھا کام کیا تھا کہ انہوں نے اسلامی امہ کو ایک platform پر جمع کرنے کی کوشش کی تھی، اس کے بعد کبھی کسی نے اس کے متعلق سوچا ہی نہیں۔ ہم جب غیروں کے آگے ہاتھ پھیلاتے ہیں تو ہم کیوں نہ مسلم امہ کو ایک platform پر جمع کریں، اللہ تعالیٰ نے امت مسلمہ کو بہت وسائل دے رکھے ہیں، اگر ان کو organized طریقے سے خرچ کیا جائے تو ہم بھی بڑی طاقتوں کو آنکھیں دکھانے کے لائق ہو جائیں گے۔ جناب! جب سے میں دیکھ رہی ہوں، اتنے لوگوں نے یہاں حرام کھایا ہے، بہت لوگوں نے حرام کھایا ہے، کبھی کسی کا احتساب نہیں ہوا۔ اب لوگوں کے banks تو بھرے ہوئے ہیں لیکن وطن عزیز کھوکھلا ہے، بالکل خالی ہے۔

جناب! امن و امان کی صورت حال اسی لیے خراب ہے کہ غریب کو نہ روٹی ملتی ہے نہ انصاف پھر وہ خود مقابلہ کرنے کے لیے کھڑا ہوتا ہے۔ یہ بہت تکلیف دہ چیزیں ہیں۔

جناب! اب حکومت یہ کہہ رہی ہے کہ ہم United Nations سے بے نظیر کی تفتیش کرائیں گے، سو دفعہ کرائیں کیونکہ ہم تو guilty نہیں ہیں۔ ہم تو یہ چاہتے ہیں کہ جس نے یہ قبیح حرکت کی ہے، وہ سامنے آئے اور اس کو بہت دفعہ تکلیف دے دے کر مارا جائے۔ اتنی نیک اچھی خاتون کو اس طرح ختم کیا گیا لیکن یہ "آ بیل مجھے مار" والی بات کر رہے ہیں۔ ایک دفعہ وہ ہمارے اندر گھس گیا تو پھر ہمارا nuclear بھی محفوظ نہیں رہے گا، پھر اسرائیل وہاں پہنچ جائے گا۔ اس کے بعد یہ کہیں گے کہ میں تو کمبل کو چھوڑتا ہوں، کمبل مجھے نہیں چھوڑتا۔

جناب! ایک دفعہ مغلیہ دور میں یہ لوگ business کے بہانے سے یہاں آئے تھے اور پھر انہوں نے سالہا سال ہمارے اوپر حکومت کی اور ان کا ہمارے ساتھ سلوک نوکروں جیسا تھا۔ یہ اللہ کا شکر ہے کہ ہندو اور مسلمان لڑے اور انہیں بھاگنا پڑا۔ اب ایسے حالات نہیں ہیں، انہیں سوچنا چاہیے کیونکہ یہ سب کچھ ہونے کا خدشہ ہے۔ ابھی میں اپنی تقریر ختم کرنے سے پہلے کہوں گی کہ

ایک ہوں مسلم حرم کی پاسبانی کے لیے نیل کے ساحل سے لے کر تا بخاک کاشغر

شکریہ۔

جناب چیئرمین: رزینہ عالم صاحبہ۔

سینیٹر رزینہ عالم خان: میں وزیر خارجہ صاحب کو نیا عہدہ سبھالنے پر مبارکباد پیش کرتی ہوں اور مجھے امید ہے کہ ان کی ذہانت اور معاملہ فہمی سے جو ہماری خارجہ پالیسی تھی اسی کے بہترین پہلوؤں کو سامنے رکھ کر اسے مزید تقویت دیں گے۔

جناب والا! قائد اعظم کا ارشاد ہے کہ پاکستان ایک اسلامی ریاست ہے اور ہمارے دوسرے ممالک سے دوستانہ تعلقات، برابری اور عالمی اصولوں کی بنیاد پر ہونے چاہیئں۔ جناب والا! خارجہ پالیسی کی جو بنیاد ہے اس میں پہلی چیز national interest ہے اور اسی کے گرد ہماری خارجہ پالیسی گھومتی ہے اور ہمیں دوسرے ممالک کی خارجہ پالیسی بھی مدنظر رکھنی ہوتی ہے۔ یہاں پر میں ایک بات کرنا چاہوں گی کہ خارجہ پالیسی میں نہ کوئی کسی کا مستقل دوست ہوتا ہے اور نہ کوئی مستقل دشمن، صرف اپنے ملک کے مفاد اور interest کو دیکھ کر خارجہ پالیسی تشکیل دی جاتی ہے۔

جناب والا! قائداعظم کے ارشاد میں دو چیزیں بہت اہم ہیں، ایک برابری کی بنیاد پر دوستانہ تعلقات اور دوسرے عالمی اصولوں کی پابندی۔ عالمی اصول میں سب سے بڑی چیز ملک کی sovereignty، خود مختاری اور سالمیت ہوتی ہے۔ ہماری خارجہ پالیسی میں اور داخلی معاملات میں اگر کوئی ملک خصوصی طور super power مداخلت کرے یا کچھ اس قسم کے بیانات آئیں جس سے ہماری sovereignty اور خودمختاری پر آنچ آئے تو اس پر notice لینا ضروری ہوتا ہے۔ اس بارے میں اپنی ناپسندیدگی کا اظہار بھی ان تک پہنچانا ضروری ہے چونکہ اگر خاموشی سے اس قسم کی باتیں انسان برداشت کرتا رہے تو یہ چیزیں رکتی نہیں بلکہ بڑھتی جاتی ہیں۔

جب ہم برابری کی بات کرتے ہیں تو وہ طاقت پر ہوتی ہے۔ یہ دور survival of the fittest کا دور ہے۔ اب ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ ہمیں اپنے آپ کو مضبوط کیسے کرنا ہے۔ جناب والا! جب ہم مشینری کسی ملک سے import کرتے ہیں تو اس کے ساتھ اس کی

technical know how بھی ان سے لینی چاہیے اور اپنے لوگوں کو اس کی skill دینے کے لیے ضروری اقدامات کرنے چاہئیں۔ ہمارے پڑوسی ملک نے یہی کیا ہے' وہ اس وقت مشینری import نہیں کرتے جب تک ان کے اپنے مقامی لوگ تربیت حاصل نہ کرلیں۔ اس سے ہماری internal مضبوطی آئے گی۔ ہم science and technology اور اعلیٰ تعلیم کے فروغ سے ترقی یافتہ ممالک کی صف میں کھڑے ہو سکتے ہیں۔ ہمارے سامنے جاپان' کوریا' چین اور بہت سے ایسے ممالک ہیں جن کی مثالیں موجود ہیں' جنھوں نے سائنس اور ٹیکنالوجی کے میدان میں آکر اپنے آپ کو مضبوط بنایا اور self reliance کی بنیاد رکھی۔ جناب! self reliance خارجہ پالیسی میں بہت اہم role ادا کرتا ہے۔ ہم جب تک دوسروں کے محتاج رہیں گے اس وقت تک ہم آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر یا برابری کی بنیاد پر' جیسے کہ ہمارے قائد نے فرمایا' اپنے تعلقات super power کے ساتھ استوار نہیں کر سکتے۔

جناب والا! میری کچھ تجاویز ہیں۔ ایک تو یہ ہے کہ ہماری خارجہ پالیسی' ہماری ضروریات' national interest اور عوام کی امنگوں کے مطابق ہونی چاہیے۔ عوام کی امنگوں کے لیے میری ایک suggestion ہے کہ اگر سالانہ خارجہ پالیسی پر مبنی ایک report شائع ہو اور اسے website یا internet پر رکھا جائے تاکہ عوام کی اس تک رسائی ہو سکے اور ان سے اس کے متعلق feed back مانگی جائے تو اس میں عوام کی رائے آ جائے گی۔ جناب! اس کے بہت سے پہلو ایسے ہوں گے جو ہماری خارجہ پالیسی بنانے میں بہت معاون ثابت ہوں گے۔ اس میں ہمارے سفارت خانوں کا بھی ایک role ہے' ان کو مزید فعال بنایا جائے۔ پاکستان کے متعلق جو اس وقت بین الاقوامی perception اور image ہے اس کو improve کرنے کی ضرورت ہے۔ اس ضمن میں media اور سفارت خانے اہم role ادا کرتے ہیں۔ ہمیں media پر نظر رکھنی چاہیے تاکہ ایسے programme نشر نہ ہوں جن سے ہمارا image دوسرے ملکوں میں خراب ہو جائے جیسے ہماری خواتین' دین اور اسلام کے متعلق کچھ اس قسم کے images media کے through باہر جاتے ہیں جس سے ہمارے لیے مشکلات پیدا ہو جاتی ہیں۔ ہماری documentaries باہر بھیجی جاتی ہیں' کچھ NGOs بھی اس پر کام کر رہی ہیں۔ میرا وزیر خارجہ سے یہ کہنا ہے کہ اس قسم کی چیزوں پر پابندی ہو اور سفارت خانے ایسا کردار ادا کریں کہ

جس سے پاکستان کا صحیح image سامنے آئے۔ باقی جو ہمارے معزز ممبران نے کہا ہے جس میں ایس ایم ظفر صاحب ہیں، بھنڈر صاحب ہیں اور ہمارے بہت learned ساتھی ہیں میں ان سب کی باتوں کو بھی تسلیم کرتی ہوں اور وہی میرا بھی موقف ہے۔ میں زیادہ وقت نہیں لوں گی۔ بہت شکریہ جناب چیئرمین۔

Mr. Chairman: Second last speaker now is Dr. Ismail Buledi.

خالق صاحب مشکل ہے۔ پہلے ہی وقت بہت کم ہے۔جی۔

سینیٹر ڈاکٹر عبدالخالق پیرزادہ: جناب چیئرمین! یہ بہت ہی اہم ترین معاملہ ہے اس کے لیے کم از کم ایوان بالا کا ایک ہفتہ ہونا چاہیے اس سے کم وقت میں آپ تمام ممبران کی رائے نہیں لے سکتے۔ ایک ہفتے سے کم یہ موضوع نہیں ہوناچاہیے کیوں کہ ہم اپنے وزیر موصوف کی کچھ مدد کرسکیں۔

جناب چیئرمین: اسمٰعیل بلیدی۔ ڈاکٹر صاحب ذرا مختصر رکھنا ہے کیونکہ وقت بہت کم ہے۔

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین! ایک تو مجھے پریس والوں سے شکوہ ہے کہ کرسیاں زیادہ خالی ہیں وہ قومی اسمبلی کو زیادہ وقت دیتے ہیں۔ ہم درخواست کرتے ہیں کہ سینیٹ کا بھی خیال رکھا جائے ۔دوسری بات ہے جب سے وزیراعظم صاحب نے حلف لیا ہے سینیٹ کے اجلاس میں ایک دن بھی شرکت نہیں کی۔ ہم رضا ربانی صاحب سے درخواست کرتے ہیں کہ اس کی وضاحت بھی کی جائے کہ وزیراعظم سینیٹ کو اتنی اہمیت کیوں نہیں دیتا۔ اگر وہاں سے کوئی Bill pass ہو کر یہاں آتا ہے اور اگر سینیٹ والے pass نہ کریں تو اس Bill کی کوئی حیثیت نہیں ہوتی۔

جناب چیئرمین! آپ کی بہت مہربانی ۔ میں ایک شعر سے اپنی بات کی ابتدا کرتا ہوں۔

ملے خشک روٹی جو آزاد رہ کر

تیرے خوف و ذلت کے حلووں سے بہتر

جناب چیئرمین! یہ خارجہ پالیسی، میں 1997 سے اس ایوان کا رکن ہوں اور کئی دفعہ اس اہم مسئلے پر یہاں بحث ہوئی ہے لیکن آج تک مجھے ان بحثوں پر کوئی عملدرآمد نظر نہیں آیا۔ ہم اگر خارجہ پالیسی کے حوالے سے دیکھیں تو اس سے پہلے جو حکومتیں رہی ہیں اگر وزیرخارجہ، وزیر خزانہ کو appoint کرنے کے موقع پر امریکی سفیر سے NOC لینا پڑتا تھا لیکن اس دفعہ ایسا نہیں ہوا۔ میں نئی حکومت کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ اس دفعہ شاید انہوں نے جو وزیرخزانہ اور وزیر خارجہ مقرر کیے شاید امریکی حکومت کی مرضی کے خلاف کیے۔ یہ بہت ہی اچھی بات ہے۔ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں بقول ہمارے بہت سارے ساتھیوں کے کہ Pakistan is just like one colony of the America اگر آپ ان معاملات کو دیکھیں تو پاکستان امریکہ کی ایک ریاست ہے۔ کیونکہ ہم جو بھی فیصلہ کرتے ہیں ہم dictation امریکہ سے لیتے ہیں۔ مثلاً گیارہ ستمبر کے موقع پر ہمارے پاس ایک اچھا موقع تھا، ایک اچھا پتا تھا اور ہم اس کو cash کرسکتے تھے۔ لیکن جب صدر بش نے ہمارے محترم صدر مشرف کو فون کیا کہ I want support تو مشرف صاحب نے اس کو یہ نہیں کہا کہ اس اہم مسئلے پر میں پارلیمنٹ کو اعتماد میں لوں گا یا میں کوئی مشاورت کروں گا۔ اگر پارلیمنٹ نہیں ہے تو میں اہم اہم لوگوں کو بلا کر مشاورت کروں گا لیکن اس نے کہا .yes Sir اگر ایک کلرک بھی ہو تو وہ اپنے بڑے افسر کو اس اہم مسئلے میں یہ نہیں کہے گا۔ بغیر سوچے سمجھے انہوں نے yes کیا۔ جو پتا ہمارے پاس تھا وہ ہم نے اسی وقت miss کردیا۔ وہ ایک وقت تھا۔ ترکی نے اس کو کیا جواب دیا۔ آپ ایران کو دیکھیں، عوامی مینڈیٹ کیا ہوتا ہے۔ ابھی بھی ایٹمی پروگرام کے حوالے سے ایران کا یہ موقف ہے کہ اگر اسرائیل کو اپنے تحفظ کا حق حاصل ہے تو مجھے کیوں حاصل نہیں ہے۔ ایران دو ٹوک الفاظ میں ان کو جواب دیتا ہے۔ ہم کیوں اس طرح compromise میں ہیں۔ اب اس نئی حکومت کو عوامی مینڈیٹ ملا ہے لیکن اس کے باوجود حلف برداری کے بعد قومی اسمبلی میں جناب چیئرمین! آپ نے دیکھا دوسرے دن باؤچر پتا نہیں ووچر ہے یا باؤچر ہے اور ان کا سفیر پاکستان کی سیاست میں اتنے سرگرم رہے کہ مجھے ان لیڈر صاحبان پر افسوس ہے وہ ان سے ملاقات کرتے رہے کہ جی ہم کس سے مل کر حکومت بنائیں۔

جناب چیئرمین: ڈاکٹر صاحب! وقت کا خیال رکھیے۔ کیونکہ ابھی وزیر صاحب نے wind up بھی کرنا ہے۔

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی: میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے یہ جو نئے وزیر خارجہ صاحب آئے ہیں یہ بڑے active and hardworker Minister ہیں لیکن میں نہیں سمجھتا ہوں کہ اگر وہ اس مینڈیٹ کے باوجود بھی compromise میں جائے گا تو یہ قوم ان کو کبھی معاف نہیں کرے گی۔ لہذا گزشتہ آٹھ سالہ خارجہ پالیسی اسی لیے ناکام رہی ہے۔ امریکہ ابھی کچھ دن پہلے بھی کہتا تھا کہ میں بغیر NOC کے پاکستان میں جہاں بھی چاہوں operation کرسکتا ہوں۔ابھی بھی قوم کا محسن ڈاکٹر قدیر خان جیل میں ہے۔ کیا ہم کہہ سکتے ہیں کہ پاکستان کی خارجہ پالیسی کامیاب ہے۔ ہمارے جو بیرون ملک میں سفارت خانے ہیں ان میں سب سفارشی لوگ ہیں اور ریٹائرڈ فوجی ہیں۔ وہاں پر ہمارا imageاتنا خراب ہے کہ جب ہم پاکستان سے باہر جاتے ہیں تو میں نے ہر جگہ کہا کہ ہمارا تعارف کرائیں، سفیر نے کہا بلیدی صاحب! خاموشی سے بیٹھیں، پاکستان کا نام نہ لیں، چپ کر کے بیٹھے رہیں اور اپنا TA/DA لے کر نکل جائیں۔یہ عجیب ملک ہے۔ ایرانی کہتا ہے I am Irani بنگہ دیشی کہتا ہے I am Bangladeshi مجھے شرم محسوس ہوتی ہے کہ میں کہوں I am Pakistani یہ کوئی پاکستان کا image ہے۔اس لیے وزیر خارجہ صاحب! اپنے محکمے میں یہاں تبدیلی لائیں جو باہر کے سفارت خانوں میں سفارشی لوگ ہیں وہ جو ریٹائرڈ فوجی ہیں ان پر نظرثانی کریں اور اپنی پالیسی کو خودمختار بنائیں۔جناب چیئرمین! گزشتہ ادوار میں بش صاحب نے دورہ کیا۔۔۔۔۔

جناب چیئرمین: ابھی conclude کریں تا کہ پھر آگے چلیں۔

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی: وہ انڈیا گئے اور انہوں نے تمام ایٹمی قوت کے معاہدے کیے اور بش صاحب پاکستان میں کرکٹ کھیلنے کے لیے آئے تھے۔

سینیٹر ڈاکٹر عبدالخالق پیرزادہ: جناب چیئرمین! اس ملک کا نام بتا دیں جہاں پر ان کو اتنی دقت محسوس ہوئی ہے اور کہا گیا ہے کہ چپ کر کے بیٹھو یہ نہ کہو کہ میں پاکستانی ہوں۔اس سفیر کا آپ نام بتائیں اور اس ملک کا نام بتائیں یہ بہت ہی خطرناک بات ہے۔

جناب چیئرمین: آپ مداخلت نہ کریں ان کو ختم کرنے دیں۔

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی: اس لیے میں سمجھتا ہوں کہ افغانستان سے ہم نے تعلقات خراب کیے ہم نے اپنے سرحدی علاقے کو غیر محفوظ کیا ۔ یہاں اس ملک میں امریکہ کا ساتھ دینے کی وجہ سے ہمارا صدر بھی خطرے میں ہے، ہمارا وزیراعظم بھی خطرے میں ہے۔ کیا ضرورت ہے کہ اپنے آپ کو خطرے میں ڈال کر دوسروں کا حکم اتنا بجا لائیں کہ ہم خود اپنے ملک میں گھوم نہ سکیں۔ جناب چیئرمین! میں سمجھتا ہوں ایمل کانسی کو کن اداروں نے امریکہ کے حوالے کیا ۔جب ایمل کانسی کا جنازہ آیا۔ تاریخ گواہ ہے کہ کوئٹہ میں اتنا بڑا جنازہ کسی کا نہ تھا اور نہ ہوگا یہ امریکہ کے خلاف عدم اعتماد تھا پاکستانی عوام کا۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں چاہیے کہ ہم اپنی خارجہ پالیسی ایسی بنائیں جو ملک کے وقار میں اضافہ کرے۔ آخری بات کرتا ہوں۔

اپنی مٹی پہ چلنے کا سلیقہ سیکھو
سنگ مرمر پہ چلو گے تو پھسل جاؤ گے

جناب چیئرمین: آپ کا آخری ہی ختم نہیں ہوتا۔ Now I need the guidance of the House, some of our colleagues, I called, who left the House میں نے جیسا کہ پہلے عرض کیا تھا میں پھر وضاحت کردوں کہ وزیر صاحب کو جانا ہے اور wind up کے لیے کم از کم پونا گھنٹہ چاہیے۔یہ ہے کہ ان کی تقریر سن لیں ، پھر اگر وقت ہوا تو تقریر کرلیں جیسے ہم نے پہلے بھی کیا تھا میں یہ عرض کروں گا۔ Do you want wind up جی۔ وزیر صاحب کو جانا ہے۔ اس کے بعد جو بھی ہو گا کرلیں گے۔ مجھے اعتراض نہیں ہے پھر وزیر صاحب رہ جائیں گے۔ جنرل صاحب آپ کو کتنا وقت چاہیے Ok. very brief جی اشرف قاضی صاحب۔

Senator Lt. General (Retd.) Javed Ashraf: Mr. Chairman! the foreign policy of a country is not based on emotions or rhetorics. It is shaped by national aims and objectives, historic experience of that nation, geographic location of the country and the threat perception.

In our case, we are surrounded by nuclear powers, big powers. We are a small country compared to our neighbours, Russia, China, India and an oil-rich Iran for that matter. Now, to survive within this, our foreign policy has to work within a certain state jacket. Historic experience was that we landed into trouble with India right at the outset. We needed security because India was much bigger.

Why we went into pacts? Its very easy to criticize today but at that time when Indian threat loomed large, we were looking for security. We went into pacts trying to get support vis-a-vis India. Whereas, the Americans took us into pacts thinking that they needed allies within the pacts against Russia. So, both the countries were actually pursuing their own national objectives and that is why we refused to take part in the Vietnam War on behalf of the Americans and they refused to help us vis-a-vis India during the 1965 and 1971 wars. Basically, both were pursuing their own national objectives.

Therefore, to blame one or the other, I think, is not realistic. We never were sincere with each other from the very beginning. We did what we wanted to do because we needed the military equipment, we needed security vis-a-vis India which we got by joining the pacts. We also got some economic strength. Now, vis-a-vis Americans, we have had good relations whenever they needed us. When they did not need us, they abandoned us. But that is how it is. Within the foreign policy, one has to be very clear that every nation looks for its own national objectives and its own interests. There is no such thing as friendship

like friendship between individuals when it comes to friendship between nations. I am glad that our Foreign Office understands it and thought we have had consistency of foreign policy, no matter which the Government.

There have been times when our foreign policy was very vigorous, e.g. during the time of Mr. Bhutto because he was a man who understood the world affairs and therefore pursued a very vigorous, very dynamic foreign policy which brought us closer to China that we needed. But even other governments that came, that followed, have pursued a policy which was based on national self interest.

Sir! when USSR mobbed into Afghanistan, we had to help Afghanistan not only because they were our brothers and so on, but we also had to safeguard our own independence. The threat of the Soviet Army loomed large on our borders. Their search for the warm waters was well known and if they had not been stopped in Afghanistan, probably, next objective would have been Pakistan. So, it was again our own mutual self interest, our interest that we went into this war with open eyes and we succeeded. We had good relations with the Taliban regime because we have recognized every Governmnet in Afghanistan that came and took power in Kabul. That was the policy of the Pakistan Government.

After 9/11, the problem came up and we had to make a choice because a super power had been hurt and because America was now the only super power. We had to take a decision. Either we subject Pakistan to a threat or we abandon the Taliban who, in any case, were not willing

to listen to anybody.

Now, I will not go into the events thereafter, but I will just talk about a few more things. That is at times it is advocated why are we not developing good relations with Central Asian states and so on and we can make Tashkent and Bukhara, I heard some people say that. We must realize that the regimes in these Central Asian Republics, the rulers are still old politburo members. Whether it is Islam Karimov or Nursultan Nazarbayev and so on, they were politburo members of USSR. If you go to these states, you find the Russian troops standing on the borders even today. So, these countries are not truly free. What has happened, from where have these Tajiks and Uzbek descended in our tribal areas. They were persecuted by Islam Karimov and they took refuge in our tribal areas and in Afghanistan. So these people are not because of our policy, they are because of other's policies.

We talk about Islamic world, Muslim world. They do not even raise a voice when Palestenians are being hurt. What do we expect from them? They have never raised a voice when we needed them. Actually, there is no such thing as OIC, it is "oh, I see" and nothing more than that. We must be realistic. We should continue to be a Member, we should continue to prod them but unfortunately, all those countries that matter which have money within the Islamic world also have American troops on their soil. They are not free in their foreign policy. We should not hope that they would help us in anyway if they are not dictated by the Americans to do so.

Now vis-a-vis India, we must have good relations but never give up our claim on Kashmir, never at the cost of Kashmir. Here, I will quote the ex-Defence Minister of China, Marshal Chi Haotian, when he visited Pakistan he addressed the G.H.Q. officers and he said, "look, I have one advice only. Don't go to war when you are weak or you will lose the war and you will also hurt your claim. But don't give up your claim. Learn to be patient as a nation. May be, after hundred years, you will get it." He said, "Hong Kong, we waited and we waited for hundred years before it came and fell into our lap."So he said," don't go to war on Kashmir when you are weak but don't give up your claim, under any circumstances. Keep your claim up." I think that was a very good advice.

Mr. Chairman: Please try to conclude.

Senator Lt. Gen.(Retd.) Javed Ashraf: Sir, because of the shortage of time, I would only say one thing that only national self interest should determine our foreign policy and no emotions. We have to look for one thing that what is happening. In future, the world is coming back to bipolar from unipolar. Russia and China are emerging as a very potent block and even if they have not combined their forces so far, they will do so in future. We have got to make sure that we keep this in mind while developing our foreign policy that some day we may need to balance again between Russia/China and USA/EU. I think our Foreign Office is well aware of all these.

I would like to, at the end, pay a tribute to our Foreign Office that

in the face of all the blame that keep on harping on them, I think by and large, they have pursued a sound foreign policy which has so far helped us. Thank you Sir.

Mr. Chairman: Mr. Shah Mahmood Qureshi. I had called your name, but you were not here. Please listen because the Minister has to go and everybody will be deprived of his response.

مخدوم شاہ محمود قریشی (وفاقی وزیر برائے خارجہ امور): شکریہ جناب چیئرمین۔ جناب چیرمین! میں سب سے پہلے تو سینیٹ کے فاضل ممبران کا شکریہ ادا کرنا چاہوں گا کہ انہوں نے خارجہ پالیسی پر مجھے اور اس ہاؤس کو اپنی مفید آراء سے آراستہ کیا۔ میں نے اور آپ نے نوٹس لیا ہوگا کہ دفتر خارجہ کے سینیئر ممبران نے ان کی گفتگو سنی اور carefully ان کے نوٹس لیے۔ گفتگو سننے کا اور نوٹس لینے کا مقصد یہی تھا کہ ہم ان کے خیالات سےمستفید ہوں اور جہاں جہاں اصلاح کا پہلو نکلتا ہے، ہم اصلاح کے پہلو کو استعمال کرتے ہوئے اپنی خارجہ پالیسی میں مزید بہتری پیدا کرنے کی کوشش کریں۔

جناب والا! بہت سے نامور سینیٹر حضرات نے یہاں گفتگو کی۔ پروفیسر خورشید صاحب تشریف فرما ہیں، مشاہد صاحب نے گفتگو کی، بھنڈر صاحب تشریف فرما ہیں اور بہت سے حضرات ہیں۔ سب کی گفتگو میں اگر تنقید بھی تھی تو اس میں ایک تعمیری پہلو بھی تھا۔ کم از کم میں اس تنقید کو بھی ایک تعمیری انداز میں دیکھنا چاہتا ہوں اور میں سمجھتا ہوں کہ اس ایوان کی جو spirit تھی، وہ spirit درست تھی۔ اور وہ spirit یہ تھی کہ ان کے دل میں درد تھا اور وہ چاہتے ہیں کہ ہم بہتری کی طرف آگے بڑھیں اور جو ہماری کمزوریاں ہیں، ہم ان کمزوریوں کو دور کریں۔ میں آپ کی وساطت سے یقین دلاتا ہوں کہ ہم ایک آزاد، خودمختار ملک ہیں اور انشاء اللہ ہم اپنی آزادی اور خود مختاری کا بطریق احسن دفاع کریں گے۔

یہاں ایس ایم ظفر صاحب نے بڑی خوبصورت بات کی اور میں ان کی بات سے اتفاق کرتا ہوں، انہوں نے درست کہا کہ خارجہ پالیسی it cannot be larger than the state

انہوں نے درست فرمایا کہ itself. we have to see our inner strength when we talk of foreign policy. ہم اندرونی طور پر جتنے مضبوط ہوں گے، ہماری خارجہ پالیسی اتنی مؤثر ہوگی۔ اگر اندرونی طور پر ہم جتنے انتشار کا شکار ہوں گے، ہماری خارجہ پالیسی میں اس کا اثر چھپایا نہیں جاسکتا۔ We will have to put our house in order. اور جب تک ہم اپنے house کو in order نہیں کریں گے، ہم یکسوئی سے اور یک زبان ہو کر جب تک بات نہیں کریں گے، ہمارا مقدمہ جو کئی دفعہ بہت مضبوط ہوتا ہے، وہ بھی ہم بین الاقوامی سطح پر اس طرح سے پیش کرنے میں کامیاب نہیں ہو پائیں گے جیسا کہ ہمیں ہونا چاہیے۔

اس چیز کو سامنے رکھتے ہوئے، سینیٹر مشاہد تشریف فرما ہیں، پروفیسر صاحب تشریف فرما ہیں، اسی جذبے کو سامنے رکھتے ہوئے میں نے ان کی خدمت میں گزارش کی کہ بہت سے issues پر ہمارے اختلافات ہو سکتے ہیں اور ہونے چاہییں، اختلاف رائے ہونا یہ جمہوریت کا حسن ہے یہ جمہوریت کا نکھار ہے، ہم اسے تسلیم کرتے ہیں، لیکن میں نے ان سے گزارش کی کہ خارجہ پالیسی ایک ایسی پالیسی ہے جس میں اگر قومی یکجہتی اور قومی اتفاق ہو تو اس سے ہمارے Missions اور جو ہمارے اہل کار باہر ممالک میں پاکستان کی نمائندگی کرتے ہیں وہ بہتر انداز سے، زیادہ اعتماد سے آپ کا مقدمہ اور آپ کا نقطہ نظر پیش کر سکیں گے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں اس طرف سنجیدگی سے سوچنا چاہیے۔

جناب چیئرمین! Geography نے پاکستان کو ایک ایسے خطے میں لاکھڑا کیا ہے جہاں ہمارے neighbourhood میں بہت سے challenges بھی ہیں اور ان challenges میں بہت سی opportunities بھی ہیں۔ ہماری خارجہ پالیسی کی یہ کوشش ہو گی، ہماری یہ کاوش ہو گی کہ ہم ان challenges کو transform کریں into opportunities. جناب والا! ہماری یہ خواہش ہے اور بہت سے ممبران نے اس طرف نشان دہی کی ہے کہ ہمارے تعلقات پوری دنیا کے ساتھ اچھے ہونے چاہییں، یقیناً اچھے ہونے چاہییں اور ہماری کوشش یہ ہے کہ ہمارے تعلقات اچھے رہیں لیکن میں نے اس ساری گفتگو میں اور اس debate میں جو دیکھا اس میں مجھے ایک نیا پہلو دکھائی دیا کہ ایوان کا consensus built up ہوا اور وہ یہ تھا کہ سب سمجھتے ہیں کہ ہمیں اپنے neighbourhood پر زیادہ توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ جناب چیئرمین! میں اس

سے اتفاق کرتا ہوں اور میری سوچ بھی ان کی سوچ کی عکاسی کرتی ہے کہ ہمیں اپنے neighbourhood پر توجہ دینی ہو گی اور اگر ہمارے گردونواح کے حالات ہمارے لئے comfortable نہیں ہیں تو دور کی بات تو دور رہ جاتی ہے۔ آپ دیکھیں گے کہ آنے والے دنوں میں میری کاوش اور میری وزارت کی کاوش یہی ہو گی کہ ہم اپنے پڑوسیوں کے ساتھ اپنے تعلقات کو بہتر سے بہتر کریں۔

(اس موقع پر ڈیسک بجائے گئے)

جناب چیئرمین! یہاں پر بہت سے ممبران نے تقاضا کیا کہ ہمیں اپنی خارجہ پالیسی پر نظر ثانی کرنی چاہیے اس کو یک لخت تبدیل کر دینا چاہیے۔ نظرثانی کی جاتی ہے اور نظر ثانی میں کوئی مضائقہ بھی نہیں ہے اور اگر حالات تبدیل ہوتے ہیں اور حالات کے ساتھ ہمیشہ قومیں اپنی policies کو درست بھی کرتی ہیں، اس کی اصلاح بھی کرتی ہیں۔ لیکن جناب والا! ایک چیز جو آپ کو اپنے سامنے رکھنی ہو گی اور ذہن نشین کرنی ہو گی، وہ یہ ہے کہ foreign policy جو ہوتی ہے وہ reflect کرتی ہے آپ کے strategic interests کو اور آپ کے جو strategic interests ہوتے ہیں وہ راتوں رات تبدیل نہیں ہوتے اور وہ حکومت کے ساتھ بھی تبدیل نہیں ہوتے۔ حکومتیں چلی جاتی ہیں نئی حکومتیں آ جاتی ہیں، لیکن آپ کے بہت سے national and strategic interests یکساں رہتے ہیں اور آپ کی policies میں جہاں اصلاح کا پہلو ignore نہیں کیا جا سکتا وہاں continuity کو بھی آپ نظر انداز نہیں کر سکتے اور وہ پہلو بھی آپ کے سامنے ہونا چاہیے۔ ہماری کوشش ہونی چاہیے کہ ہم خارجہ پالیسی کے میدان میں ایک national consensus build کریں اور ہم جتنا national consensus build کرنے میں کامیاب ہوں گے، ہماری خارجہ پالیسی اتنی ہی مؤثر اور دور رس ہو گی۔

جناب والا! یہاں پر مجھے یہ جان کر بھی خوشی ہوئی کہ ہماری سینیٹ کی Standing Committee on Foreign Relations خاصی active ہے اور تقریباً بیس کے قریب Standing Committee کی reports پر انہوں نے کام کیا ہے اور ان میں سے سترہ کے لگ بھگ وہ شائع بھی کر چکے ہیں۔ میں اور میری وزارت ان reports کا مطالعہ بھی کرے گی اور ہم ان سے استفادہ بھی حاصل کرنے کی کوشش کریں گے۔

جناب چیئرمین! ملک میں انتخابات ہو چکے ہیں اور ان انتخابات کی بدولت ایک نئی حکومت معرض وجود میں آ چکی ہے۔ الحمدللہ اس حکومت کے بننے میں اور انتخابات میں ایک چیز جو سامنے آئی ہے وہ یہ کہ پاکستان کے image میں اضافہ ہوا ہے۔ آپ اس کا اندازہ اس طرح سے لگا سکتے ہیں کہ یکے بعد دیگرے مختلف ممالک کے وزرائے خارجہ نے پاکستان کا دورہ کیا۔ جتنے وزرائے خارجہ ایک مہینے کے اندر آئے ہیں اس کی مثال ماضی قریب میں نہیں ملتی ہے۔ جتنے بھی یہ لوگ آئے ہیں وہ نئی منتخب حکوت کے ساتھ یکجہتی کا اظہار کرنے آئے ہیں اور اپنی support کا یقین دلانے آئے ہیں۔ یہ بڑی خوش آئند بات ہے کہ پاکستان میں جو یہ نئی democracy کی بحالی ہوئی ہے، ایک نئے نظام کی تبدیلی سے اور goodwill generate ہوئی ہے، ہمیں اس goodwill کا فائدہ اٹھانا چاہیے۔ ہمیں مختلف ممالک کے ساتھ اپنے bilateral relations میں وسعت اور مزید گہرائی پیدا کرنی چاہیے اور multilateral forums پر پاکستان کا کردار پہلے بھی سراہا گیا ہے اور اس کو مزید بہتر کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔

جناب والا! یہاں پر ذکر ہوا کہ خارجہ پالیسی کہاں پر بنتی ہے۔ کچھ صاحبان نے کہا کہ یہ وزارت خارجہ میں تو نہیں بنتی۔ کچھ نے کہا کہ پارلیمنٹ کو اہمیت نہیں دی جاتی اور یہاں پر اس کا تذکرہ نہیں ہوتا، میں آپ کی وساطت سے اس ایوان کو اور ممبران پارلیمنٹ کو یہ یقین دلانا چاہتا ہوں کہ موجودہ حکومت Parliament کی sovereignty پر یقین رکھتی ہے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ سب سے مقدم اور سب سے معزز ادارہ پارلیمنٹ کا ادارہ ہے۔ چنانچہ ہم جتنی بھی important policies ہیں ان کی formulation سے پہلے پارلیمنٹ کو اعتماد میں لینا چاہتے ہیں اور انشاء اللہ پارلیمنٹ کی رائے کو ضرور اہمیت دی جائے گی۔

(اس موقع پر ڈیسک بجائے گئے)

میں آپ کا اور آپ کے ایوان کا شکرگزار ہوں کہ آپ نے اس حکومت کے آغاز ہی میں خارجہ پالیسی پر ایک سیر حاصل بحث کروائی۔ اس بحث کے نتیجے میں بہت سی چیزیں سامنے آئیں اور انشاء اللہ ہم ان چیزوں سے مستفید ہوں گے۔ کل یہاں پر سینیٹر مشاہد حسین صاحب نے ذکر کیا کہ بتدریج Foreign Office کا policy formulation میں جو role ہے وہ diminish ہوا۔ اپنے تجربے کو سامنے رکھتے ہوئے کسی حد تک وہ درست کہتے ہیں کیونکہ وہ پچھلے سات

آٹھ سالوں میں جو حالات کو examine کر رہے تھے اس میں ایسا ہی تھا۔ وہ دور ہی ایسا تھا کہ صرف Foreign Office کا role diminish نہیں ہوا بلکہ ہر ادارے کا role diminish ہوا ہے۔ آپ نے دیکھا کہ پارلیمنٹ کی کیا حیثیت تھی، آپ نے دیکھا کہ عدلیہ کی کیا حیثیت تھی، آپ نے دیکھا Election Commission کی کیا حیثیت تھی۔ جہاں فرد واحد کے ہاتھ میں تمام اختیارات ہوں اور جب وہ اپنے آپ کو قانون سے بالاتر سمجھے، آئین سے بالاتر سمجھے تو پھر اداروں کی اہمیت نہیں رہتی۔ اب ایک منتخب حکومت معرض وجود میں آئی ہے اور وہ اداروں کو دوبارہ مضبوط دیکھنا چاہتی ہے اور میں ان کو یقین دلاتا ہوں کہ انشاء اللہ Foreign Office اپنے کردار میں آپ کو مایوس نہیں کرے گا اور ہمیں assert کرنا پڑا تو ہم ضرور assert کریں گے، کیونکہ ہم نوکری کے چکر میں نہیں ہیں۔

(اس موقع پر ڈیسک بجائے گئے)

جناب والا! انہوں نے یہاں پر یہ بات بھی کی اور میں سمجھتا ہوں کہ بڑی درست بات تھی اور میں ان کی بات سے اتفاق کرتا ہوں۔ آپ نے یہ بھی فرمایا کہ ہماری foreign policy مرتب کرنے میں Foreign Office کا جو ہمارا input ہے وہ limited ہے۔ آپ نے ایک اور بات کی کہ جس سے میں اتفاق کرتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ آنے والے دور میں جو trade اور economic relations ہیں وہ increasingly ممالک کی foreign policies کو influence کریں گے۔ میں سمجھتا ہوں کہ آپ نے درست نشان دہی کی ہے اور میں ان باتوں سے اتفاق کرتا ہوں۔ ان ہی چیزوں کو سامنے رکھتے ہوئے میں آپ کی وساطت سے اس ایوان کو مطلع کرنا چاہتاہوں کہ میں نے وزارت میں آتے ہی فیصلہ کیا ہے کہ ہم وزارت خارجہ میں دو task forces تشکیل دے رہے ہیں۔ ایک task force دیکھے گی کہ اس وقت ہماری خارجہ پالیسی کیا ہے اور کیا وہ ہماری ملکی ضروریات کے ساتھ مطابقت رکھتی ہے یا نہیں اور ہماری future directions کیا ہونی چاہییں۔ آنے والے کل میں ہماری ضروریات کیا ہیں اور کیا ہماری موجودہ خارجہ پالیسی ان ضروریات پر پوری اتر رہی ہے کہ نہیں۔ اس میں میرا ارادہ ہے کہ بہت سے لوگ جو private sector, academia کے لوگ ہیں، بہت سے ہمارے سفارت کار جو ریٹائرڈ ہو چکے ہیں لیکن بڑا تجربہ رکھتے ہیں، ان کو بلایا جائے۔ ہم ان کو دعوت دیں گے۔ آپ جیسے

حضرات کو دعوت دیں گے، آپ تشریف لائیں اور ہمارے ساتھ brain storming sessions کریں۔ پروفیسر صاحب آپ کو بلائیں گے اور ہم اپنی گفتگو topic oriented رکھیں گے، تاکہ کسی ایک موضوع پر ہم اپنی گفتگو کا آغاز کر سکیں اور دیکھیں کہ پاکستان کی ضرورت کیا ہے، پاکستان کی direction کیا ہونی چاہیے۔ Mr. Chairman! we suffer from no complex اگر پاکستان کے منتخب نمائندگان ہماری نشان دہی کرنا چاہتے ہیں تو ہمیں اور وزارت خارجہ کو ان کو welcome کرنا چاہیے۔ ہمارے جو لکھاری ہیں، جو کالم لکھتے ہیں، جو اخبارات میں اپنی رائے دیتے ہیں اگر ان کے پاس مفید مشورے ہیں تو ہمیں ان مشوروں کو قبول کرنے سے کترانا نہیں چاہیے۔ کیونکہ عقلِ کُل کوئی نہیں ہے اور ہم تو یقیناً نہیں ہیں۔ تو میں آج اس بات کا اعلان کرتا ہوں کہ انشاء اللہ ایک اپنا جو input source ہے ہم اس کو بڑھانے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ ہم باہر سے fresh ideas کو نہ صرف welcome کریں گے اور fresh ideas کو welcome کریں گے بلکہ ان کو اپنی policies میں incorporate بھی کریں گے۔ اس کے ساتھ ساتھ دوسری بات جناب کی خدمت جو عرض کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے، جناب والا! کہ یہاں بات globalization کی ہوئی کہ دنیا globalization کی طرف بڑھ رہی ہے اورجب دنیا اس کی طرف بڑھے گی تو naturally economic & trade interest خارجہ پالیسی کو enforce کریں گے اور مشاہد صاحب نے اس کی طرف نشان دہی کی اور میں آپ سے اتفاق کرتا ہوں اوراسی ضرورت کو اور اسی مستقبل کے زاویے کو سامنے رکھتے ہوئے میں نے فیصلہ کیا ہے جناب چیئرمین! کہ ہم وزارت خارجہ میں ایک task force economic diplomacy پر تشکیل دے رہے ہیں اور تیسرا یہ ہے کہ ہماری economic requirements کیا ہیں اور دنیا کے ہمارے ساتھ جو economic relations ہیں وہ ہمارے ساتھ کیسے ہوں گے اور ان میں کس طرح بہتری لائی جا سکتی ہے۔ یہاں سینیٹر خالد رانجھا صاحب نے بات کی تھی کہ ہماری نئی ترجیحات کیا ہوں گی، ہماری نئی directions کیا ہوں گی۔ تو میں ان کی ترجیحات اور directions کے نکتے کو سامنے رکھ کر اس ایوان کو عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس حکومت کی خارجہ پالیسی کا ایک بنیادی نکتہ یہ ہوگا کہ socio-economic development of Pakistan ہو۔

جناب والا! ہمارے ایجنڈے پر اس کو فوقیت اور اہمیت دی جائے گی کیونکہ میں

سمجھتا ہوں اور آج بہت سے لوگ اس پر لکھ بھی رہے ہیں اور اس بات پر قائل ہو رہے ہیں کہ اس وقت پاکستان کو جو threat ہے وہ external کم اور internal زیادہ ہے۔ جب تک ہم اپنے internal house کو in order نہیں کریں گے تو ہم external challenges کا صحیح مقابلہ نہیں کر پائیں گے۔ تو جب ہم internal threats کی بات کرتے ہیں تو پھر ہماری معیشت اور جو معیشت ہمیں ورثے میں ملی ہے اس کو ہمیں سامنے رکھنا ہے کہ آج ملک میں جو بجلی اور انرجی کا بحران ہے وہ کسی سے پوشیدہ نہیں ہے اور راتوں رات اس کو درست کرنا ممکن نہ ہو گا۔

آج ہماری جو مالی مشکلات ہیں، آج جو ہمارا trade deficit ہے وہ آپ دیکھیے میں سمجھتا ہوں کہ ماضی قریب یا بعید میں بھی اس کی مثال آپ کو نہیں ملے گی۔ تو ان facts کو سامنے رکھتے ہوئے اپنی internal strength کو improve کرنے کے لئے ہمارا focus ہوگا کہ ہم پاکستان کی economic development کی طرف توجہ دیں اور ہماری کوشش یہ ہوگی کہ ہماری خارجہ پالیسی national development agenda سے مطابقت رکھتی ہو۔

یہاں ہمارے بہت سے ممبران نے missions کا ذکر کیا ہے کہ ان کی کارکردگی upto the mark نہیں ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں generalise نہیں کرنا چاہیے یقیناً ان کا تجربہ ہوگا اور کئی جگہ ان کو مایوسی ہوئی ہو گی اور میں اس کا اعتراف کرتا ہوں۔ لیکن جناب والا! ہمیں اس بات کا بھی اعتراف کرنا ہوگا کہ ہمارے missions اور ان میں جو اہل کاران یا سفارت کار ہیں وہ کس کسمپرسی اور کتنے محدود وسائل کے ساتھ کتنے بڑے بڑے challenges کا مقابلہ کر رہے ہیں اور خدا کے فضل و کرم سے، اور ایس ایم ظفر صاحب نے اس کو acknowledge بھی کیا ہے اور میں ان کا شکریہ بھی ادا کرنا چاہوں گا کہ ہمارے بہت سے لوگوں نے بڑی عمدہ کارکردگی کا ثبوت دیا ہے اور پاکستان کے مفادات کا multi-lateral اور bilateral forums پر بڑا اچھا دفاع کیا ہے۔ ہماری کوشش ہوگی کہ ہم اپنے missions کی effectiveness کو اور ان کی capacity کو بڑھائیں تاکہ ہماری جو priorities ہیں ان پر پورا اتر سکیں۔ ہماری immediate ترجیحات جو مجھے دکھائی دے رہی ہیں، وہ food security اور energy securities ہیں۔ اگر food prices کا یہی عالم رہا تو اس کا یقیناً impact ہوگا اور یہ

ہماری domestic political situation پر ہوگا اور اگر دنیا کی یہی پالیسی رہی ' western developed world کی پالیسی یہی رہی ' کہ انہوں نے food grains کو اپنے ethnarchy production میں استعمال کرنا شروع کردیا اور اگر ان کی یہی پالیسی رہی کہ جو global climate change ہے اس کو overlook کرتے رہیں گے جس میں ان کی contribution زیادہ ہے، تیسری دنیا کی اس میں contribution نہیں ہے ' ہم تو sufferers ہیں 'پھر climatic changes آئیں گی اور جو اس کے adverse effects ہماری زراعت اور agriculture products پر ہوں گے تو یقیناً پاکستان جیسے ممالک پر pressures بڑھیں گے۔ اگر ہماری energy کی جو ضروریات ہیں ان سے ہم غافل رہیں گے تو پھر جناب چیئرمین ! ہماری معیشت اور اس کی ضروریات پوری نہیں ہوں گی۔ میں پہلے عرض کر چکا ہوں کہ ہم globalization کی طرف بڑھ رہے ہیں اور دنیا ایک global village بن چکی ہے اور اس کی کیفیت یہ ہے کہ ہم اب ایک دوسرے سے جدا رہ نہیں سکتے۔ ہماری اگر دنیا میں recession ہے ' اگر امریکہ میں recession ہے تو اس recession کا impact آپ کو پاکستان میں دکھائی دے گا۔ اگر recovery ہو رہی ہے اور دنیا بہتر grow کر رہی ہے تو یقیناً اس کا impact ہم پر ہوگا۔ ہمیں ان نئے تقاضوں کو سامنے رکھتے ہوئے آگے بڑھنا ہے۔ Interdependence بڑھ رہی ہے اور نہ صرف یہ بڑھ رہی ہے بلکہ regional dependence بڑھ رہی ہے اور جب یہ بڑھے گی تو ہمیں پھر اپنے ریجن کی پالیسی پر نظرثانی کرنی ہو گی جس کا میں پہلے ہی ذکر کر چکا ہوں۔ اور جب ریجن کا ذکر کرتا ہوں جناب والا! تو یہ جانتے ہوئے کہ دنیا کی ایک grim situation سامنے ہے ' ایک economic grim situation سامنے ہے۔ لیکن اس grim economic situation میں رہتے ہوئے there are examples, there are success and shining stories within Asia, اور بہت سے معزز سینیٹرز نے یہاں کہا کہ ہمیں ایشیا پر focus کرنا چاہیے اور میں ان سے اتفاق کرتا ہوں کہ ایشیا کے اندر ہماری بہت سی ایسی economies ہیں جن کے ساتھ ہمیں link up کرنا چاہیے اور ان emerging Asian economies کے ساتھ اگر ہم link up کریں گے for our mutual benefits تو پاکستان کے لئے مفید ہوگا۔ بہت سے ایسے areas ہیں جن کو ہم نے ignore کیا ہے۔ We were

looking towards West and only towards the West. The time has come Mr. Chairman, that we have to look towards the East because East نے جو economic miracles دکھائے ہیں اور آج بھی آپ نے دیکھا ہے کہ China 11% growth کر رہا ہے۔ ایک طرف recession کی بات ہو رہی ہے اور چائنا کی 11% economic growth ہے تو اس کی وجوہات ہونی چاہییں اور یقیناً اس کی وجوہات ہیں۔ تو ہم نے فیصلہ کیا ہے کہ جن اداروں اور forums پر ہم نے ماضی میں زیادہ توجہ نہیں دی ہے، مثال کے طور پر آپ کا Shinghai Cooperation Organization آپ کی ہے، Asia Cooperative Dialogue ہے، آپ کا آسیان کا فورم ہے، آپ کا ایشین فورم ہے، آپ کے ECO & SAARC forums ہیں جن پر جتنی توجہ دینی چاہیے تھی ہم ماضی میں نہ دے سکے۔ کم از کم اس حکومت کی یہ خارجہ پالیسی کی یہ direction ہوگی اور ہماری یہ priority ہوگی کیونکہ ہم نے ایشیا کے ساتھ link کرنا ہے، کیونکہ ہم نے growing economies کے ساتھ link کرنا ہے، اور ہمارا مفاد ان کے اندر ہے۔ تو ہمیں ان areas & forums پر زیادہ توجہ دینی چاہیے اور اسی میں ہمارا فائدہ ہوگا۔

جناب چیئرمین! جیسے میں نے کہا کہ جہاں ہماری ضرورت ہے کہ ہماری خارجہ پالیسی ہماری economic development کے national agenda سے مطابقت رکھے وہاں میں یہ بھی کہنا چاہوں گا کہ ہماری خارجہ پالیسی کا دوسرا اہم جزو ہوگا regional peace and stability اور یہ آپس میں جڑے ہوئے ہیں۔ اگر ریجن میں امن ہوگا تو economic development ہوگی اور اگر regional peace and stability نہیں ہوگی تو ہمارے ریجن میں وہ ترقی جو ہم چاہتے ہیں وہ نہیں ہو سکے گی۔ یہاں میں عرض کرتا چلوں کہ ہماری خواہش یہی ہے کہ ریجن کے مختلف ممالک کے ساتھ اپنے تعلقات کو بہتر کریں۔ جب تعلقات کو بہتر کرنے کے متعلق میں سوچتا ہوں اور اپنے گرد و نواح کو دیکھتا ہوں تو جناب چیئرمین! میری پہلی نگاہ چین پر پڑتی ہے۔ چین پر اس لئے پڑتی ہے کہ یہ ہمارا آزمایا ہوا دوست ہے۔ چین پر نگاہ اس لئے پڑتی ہے کہ وہ all weather friend ہے اور ہر آڑے وقت میں چین نے ہمارا ساتھ دیا ہے اور چین کے ساتھ ہمارے political تعلقات، economic تعلقات اور ہماری

defence cooperation مثالی حیثیت رکھتی ہے لیکن مجھے یہ بھی اعتراف کرنا ہوگا کہ اتنی گرمجوشی کےباوجود ، اتنے اچھے تعلقات کے باوجود economic cooperation میں ہمارے تعلقات میں وہ وسعت ابھی پیدا نہیں ہوئی، یہ بھی حقیقت ہے کہ آج ہمارا جو ان کے ساتھ bilateral trade ہے وہ تقریباً سات ارب ڈالر کو چھو رہا ہےلیکن جب ہم potential کو دیکھتے ہیں تو یہ ناکافی ہے اور ہماری کوشش ہے کہ اس کو بڑھایا جائے۔

اسی طرح جناب والا! اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ چین آج بھی پاکستان میں بہت سے میگا پروجیکٹس پر توجہ دے رہا ہے اور تقریباً چار ہزار کے لگ بھگ اس کے technicians and engineers پاکستان میں آج بھی کام کر رہے ہیں جبکہ بہت سے ممالک کے لوگ یہاں آنے سے کتراتے ہیں۔ میں یہ بھی کہتا چلوں کہ ہم نے اب ایک ایسا comprehensive framework in order کرنا شروع کر دیا ہے جس سے آنے والے ادوار میں، آنے والی دہائیوں میں چین کے ساتھ ہمارے trade and economic relations میں انشاء اللہ بڑی تیزی سے وسعت آئے گی اور گہرائی پیدا ہوگی۔ میں یہاں دو، تین باتوں کا ذکر کرنا چاہوں گا۔ پہلا Five Year Developoment Plan جو ہم نے اب مرتب کر لیا ہے، اس development plan کی خوبصورتی یہ ہے کہ آپ اگر آج دنیا میں کوئی پروجیکٹ لگانے جائیں تو آپ کو کوئی credit دینے کے لیے تیار نہیں ہے، سو شرائط عائد کرتے ہیں، سو conditionalities لگا دی جاتی ہیں لیکن چین ایسا ملک ہے کہ آج آپ کو نہ صرف credit دینے کے لیے تیار ہے لیکن اگر اس Five Year Development Plan کے اندر رہتے ہوئے آپ بات کریں اور project identify کریں تو وہ آپ کو concessional credit دینے کے لیے بھی تیار ہے۔ ان کے ساتھ ہماری joint investment company بن چکی ہے۔ ابھی میں چین گیا تھا اور ان کے صدر صاحب، وزیر اعظم صاحب، وزیر خارجہ صاحب اور چین کی دیگر قیادت سے جو ملاقات ہوئی اس میں انہوں نے ہمیں یقین دلایا کہ چین کی جو نامور کمپنیاں ہیں ان کو encourage کریں گے کہ وہ پاکستان کی طرف رجوع کریں اور پاکستان میں اپنی investments بڑھائیں ۔ ہمارا چین کے ساتھ out of China ایک free economic zone لاہور میں بن چکا ہے لیکن ابھی اس میں ہمیں وہ activity دکھائی نہیں دیتی اور activity

کیوں دکھائی نہیں دیتی، ہم اپنی task force کو یہ ذمہ داری دیں گے کہ وہاں اس قسم کے projects develop کرے کہ وہ زون جو ہم نے بنایا ہے وہ مفید ثابت ہو سکے۔

جناب والا! میں چین کو اس لیے اہمیت دے رہا ہوں کہ چین کے پاس technology ہے پاکستان کو جس کی ضرورت ہے اور بہت سے ممالک آج بھی ایسے ہیں جو ہمیں technology transfer کرنے سے کتراتے ہیں لیکن چین واحد ملک ہے جو technology transfer کرنے میں کبھی نہیں کترایا اور اس نے ہمیشہ پاکستان کی ضروریات کو سامنے رکھا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ چین کے پاس technology کے علاوہ cash ہے، اس کے پاس وسائل ہیں اور آج ان کے foreign exchange reserves 1.5 trillion dollars کے لگ بھگ ہیں اور اس سے بڑھ کر، resources بھی ہوں اور political will نہ ہو تو ان resources کا کیا فائدہ لیکن چین کے پاس political will بھی ہے جو پاکستان کے لیے مفید ہو سکتی ہے۔

جناب والا! یہاں ہماری آزاد خارجہ پالیسی کا ذکر کیا گیا کہ ہماری خارجہ پالیسی اتنی subservient ہو چکی ہے، ہم مغرب کے اور بالخصوص امریکہ کے سامنے اتنے گر چکے ہیں کہ ہماری کوئی آزادی نہیں رہی، کوئی sovereignty نہیں رہی۔ جناب والا! میں اس ایوان کو اطلاع دینا چاہوں گا کہ یقیناً آپ کی رائے میں وزن ہوگا لیکن حقیقت ایسی نہیں ہے اور میں اس سلسلے میں مثال دیتا ہوں ایران کی۔ آپ جانتے ہیں کہ امریکہ اور ایران کے تعلقات اتنے خوشگوار آج بھی دکھائی نہیں دیتے۔ آج بھی امریکہ کو ایران کے nuclear programme پر بہت تشویش ہے۔ آج بھی امریکہ کو بہت تشویش ہے کہ IPI Pipeline بچھائی جا رہی ہے لیکن الحمدللہ اس حکومت نے اب یہ فیصلہ کیا ہے کہ ہم نہ صرف اس pipeline کو pursue کریں گے بلکہ اس کو جلد از جلد عملی جامہ پہنانے کی کوشش کریں گے۔ ابھی ایران کے صدر on his way to Colombo اسلام آباد ایک stop over کے لیے تشریف لائے تھے، ہماری ان سے تفصیلی گفتگو ہوئی اور مجھے یہ بتاتے ہوئے مسرت محسوس ہو رہی ہے کہ جتنے outstanding issues on the IPI Gas Pipeline, they all have been resolved. جو gas sale and purchase agreement تھا وہ مکمل ہو چکا ہے۔ ہندوستان کے پٹرولیم منسٹر ابھی یہاں آئے

ہوئے تھے، ان کے ساتھ transit fee اور دوسرے مسائل تھے، وہ بھی تقریباً حل ہو چکے ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ project انشاء اللہ آگے بڑھے گا چاہے کسی کو پسند ہو یا نہ ہو۔ اگر پاکستان کی یہ ضرورت ہے اور پاکستان کے مفاد میں ہے تو یہ حکومت اس project کو انشاء اللہ pursue کرے گی قطع نظر اس سے کہ اس سے کوئی نالاں ہوتا ہے یا خوش ہوتا ہے۔

جناب والا! اس کے ساتھ ساتھ میں یہ بھی کہتا چلوں کہ دنیا کو تشویش ہے، ایران ہمارا پڑوسی ملک ہے۔ ایران کے ساتھ ہمارے گہرے روابط رہے ہیں اور ایران کے ساتھ ہمارے traditional ties بھی ہیں، ایران کے ساتھ ہمارا ایک طویل border بھی ہے اور اس border کی stability میں پاکستان کا مفاد بھی ہے۔ جناب والا! میں یہ بھی کہتا چلوں کہ ایران کا right ہے peaceful use of nuclear energy. ہماری حکومت اس right کو تسلیم کرتی ہے۔ ہماری حکومت اس right کو recognize کرتی ہے اور ہمیں یقین ہے کہ ایران ایک ذمہ دار ملک ہے، ذمہ دار قوم ہے اور وہ NPT کے signatories ہیں، وہ NPT کے دائرے کے اندر رہتے ہوئے IAEA کے framework کے اندر اپنی ذمہ داریوں پر پورا اتریں گے۔ ہم آج بھی سمجھتے ہیں کہ اس قسم کا کوئی coercive means اور کوئی aggression ایران کی طرف اس خطے کے مفاد میں نہیں ہوگا، وہ پاکستان کے مفاد میں نہیں ہوگا اور پاکستان سمجھتا ہے کہ اگر اس قسم کی کوئی کارروائی کی گئی تو اس سے اس ریجن میں destabilizing effect ہوگا اور کم از کم ہم اس کا ساتھ نہیں دے سکیں گے۔

جناب والا! افغانستان کا بہت ذکر ہوا اور یقیناً افغانستان کا ذکر ہوگا کیونکہ آج دنیا کی نظریں افغانستان پر لگی ہوئی ہیں۔ افغانستان کو کوئی نہیں جانتا تھا، کوئی نہیں جانتا تھا پاکستان کے قبائلی علاقوں کو، آج دنیا کے ہر ملک میں بچہ بچہ ان سے واقف ہو رہا ہے۔ جناب چیئرمین! افغانستان ہمارا ایک اہم ہمسایہ بھی ہے اور پاکستان کا افغانستان کے استحکام اور امن میں ایک vital stake بھی ہے، اگر وہاں امن و استحکام ہوگا تو اس کا direct impact پاکستان پر ہوگا اور اس کا خوشگوار اثر پاکستان پر پڑے گا ---------------

(اس مرحلے پر نماز جمعہ کی اذان ایوان میں سنائی دی)

جناب چیئرمین: جی شاہ محمود قریشی صاحب۔

مخدوم شاہ محمود قریشی: جناب والا! افغانستان کے ساتھ ہمارے اچھے تعلقات ہونا ہماری ضرورت ہے اور ہماری حکومت کی یہ کوشش ہے اور رہے گی کہ ہمارے ان کے ساتھ اچھے روابط ہوں اور اچھے سیاسی تعلقات ہوں ۔ ہم ان کے security concerns میں ان کی مدد و معاونت کرنا چاہتے ہیں اور ان کی reconstruction میں ہم contribute کر رہے ہیں اور کرنا چاہیں گے، یہ جانتے ہوئے کہ ہمارے وسائل محدود ہیں۔ آپ کے علم میں ہوگا کہ پاکستان نے تین سو ملین ڈالر افغانستان کی assistance کے طور پر اس کی development کے لیے pledge کیے ہیں اور ان پر کام شروع ہو چکا ہے کیونکہ ہم یہ ایمانداری سے سمجھتے ہیں کہ افغانستان کے مسائل کے اثرات ہم پر بھی پڑتے ہیں across the border, وہ صرف بزور بازو حل نہیں ہوں گے۔ وہاں ایک socio-economic development کی ضرورت ہے اور جب تک وہ نہیں ہوگی، جب تک وہاں governance کی situation improve نہیں ہوگی، جب تک یہ spill over جو ہو رہا ہے اور جو ہم اس spill over کی وجہ سے blame game میں مبتلا ہو جاتے ہیں، ختم نہیں ہوگا اس کا فائدہ کوئی نہیں ہوگا۔ ہم ان پر الزام لگا دیں، وہ ہم پر الزام لگا دیں، اس سے حاصل کچھ نہیں ہوگا۔ ہماری خواہش ہے، اور جو وزیر خارجہ ڈاکٹر سپانتا تشریف لائے تھے، ان سے ملاقات میں، میں نے یہی عرض کیا تھا کہ blame game سے ہم کچھ حاصل نہیں کر سکتے۔ ہم نے دیکھنا یہ ہے کہ ہمیں ایک دوسرے کی ضرورت ہے۔ Afghanistan is a land locked country. افغانستان کے interests ہیں پاکستان کے ساتھ، trading interests ہیں۔ ہمارے قریبی اور تاریخی روابط ہیں۔ آئیے مل بیٹھ کر دیکھیے کہ ہم کس طرح ایک دوسرے کی مدد کر سکتے ہیں؟ ہم کس طرح ایک دوسرے کو support کر سکتے ہیں اور ہمارے درمیان جو کشیدگی ہے اس کو بھلا کر ہمیں مل کر ایک دوسرے کے بارے میں سوچنا ہوگا۔ ہمیں سوچنا ہوگا، مجھے سوچنا ہوگا افغانستان کے حالات کے بارے میں اور ان کو سوچنا ہوگا فاٹا کے حالات کے بارے میں۔ اگر فاٹا کے حالات بگڑتے ہیں تو یقیناً افغانستان پر اس کا اثر ہوگا اور افغانستان کی situation بگڑتی ہے تو یقیناً پاکستان پر اس کا اثر ہوگا۔ اگر

افغانستان میں آج بھی poppy cultivation بڑھتی ہے اور اس کے control میں افغانستان کی حکومت ناکام رہتی ہے تو جناب والا! اس کا گہرا تعلق جو narcotics کے ساتھ ہے اور جو ہماری mafias operate کرتی ہیں اور جس طرح ان mafias کے linkages ہیں with the extremist forces وہ بھی کسی سے پوشیدہ نہیں ہیں، یہ معاملات متاثر ہوں گے۔ ہمیں ان پر مل کر سوچنا ہوگا۔ اسی طرح پاکستان کے اندر آج بھی جو 2.2 million Afghan refugees ہیں، ان کی repatriation کے بارے میں اگر ہم نہیں سوچیں گے تو ہم آنکھیں چرا رہے ہوں گے اور میں سمجھتا ہوں کہ مغرب نے بہت سے پہلوؤں سے آنکھیں چرائی ہیں اور ہمیں ان کو باور کرانا ہوگا اور انشاء اللہ میری یہ خواہش ہے کہ پیرس میں جو کانفرنس 12 جون کو ہو رہی ہے، اس میں انشاء اللہ ہم پاکستان کی نمائندگی کریں گے۔ میری یہ خواہش ہے کہ وہاں جاکر افغانستان اور پاکستان یک زبان ہو کر، یکسوئی سے ان کو بتائیں کہ ہماری مشکلات کیا ہیں، ہماری reconstruction needs کیا ہیں، ہمارے فاٹا کی development کی کیا ضروریات ہیں۔ اگر فاٹا محروم ہوگا، اگر فاٹا پسماندہ ہوگا، اگر وہاں غربت ہوگی تو extremism جنم لے گا۔ یہاں بات ہوئی تھی mindset کی، جب تک ہم اس mindset کو تبدیل نہیں کریں گے، ہم جو کرنا چاہتے ہیں یعنی امن اور استحکام جناب چیئرمین! وہ ہمیں دکھائی نہیں دے گا۔ ہاں ہمارے international partners ہیں، ہم ان کے ساتھ cooperate کر رہے ہیں اور وہ cooperation ہم جاری رکھیں گے کیونکہ وہ ہمارے مفاد میں ہے اور ہم سمجھتے ہیں کہ اس سے stability آ سکتی ہے اس region میں اور confidence build ہو سکتا ہے۔ لہٰذا ہم cooperation کریں گے۔ ہم bilateral trade کو بھی فروغ دیں گے اور افغانستان کے ٹھہراؤ میں، اس کے استحکام میں پاکستان کا بہت بڑا interest ہے because this is the route to Central Asia اور جو ہمارے traditional روابط اور traditional trade routes ہیں وہ Central Asia اور افغانستان سے آتے ہیں۔ آج اگر ترکمانستان سے ہم نے pipeline کی بات کرنی ہے اور اگر ہم نے alternative ذرائع دیکھنے ہیں تو افغانستان کا اس سے گہرا تعلق ہے۔

جناب والا! میں انشاء اللہ عنقریب کابل جاؤں گا اور جو پہلا دورہ ہوگا وہ کابل کا ہوگا اور

میں وہاں جا کر وہاں کی حکومت کو پاکستان کا پیغام دوں گا کہ پاکستان دوستی چاہتا ہے' پاکستان امن چاہتا ہے' پاکستان stability چاہتا ہے' پاکستان الزام تراشیاں نہیں چاہتا کیونکہ آپ کی stability میں ہمارا مفاد ہے اور میں انشاء اللہ وہاں جا کر یہ پیغام دوں گا۔

یہاں جناب والا! بہت ذکر ہوا ہندوستان کا اور ہندوستان کی افادیت اور ہندوستان کی اہمیت سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ As said that we can choose our friends but we cannot choose our neighbours. ہندوستان ہمارا ایک ہمسایہ ملک ہے اور یہاں ڈاکٹر عبدالمالک صاحب نے بڑی خوبصورت بات کی' انہوں نے کہا کہ ہم جب اپنی خارجہ پالیسی مرتب کرتے ہیں تو ہمیں ہوا میں نہیں' ہمیں زمینی حقائق کو دیکھ کر اپنی خارجہ پالیسی مرتب کرنی چاہیے۔ لہٰذا میں انہی زمینی حقائق کو سامنے رکھتے ہوئے عرض کرنا چاہوں گا کہ جناب والا! اس حکومت کی یہ خواہش ہے اور اس حکومت کی یہ پالیسی ہوگی کہ ہماری جو commitment ہے to the peace process, ہم اس کو جاری و ساری رکھنا چاہتے ہیں۔ ہم سمجھتے ہیں کہ peace کا جو ایک process شروع کیا گیا وہ درست تھا اور آپ دیکھیں کہ جتنی منتخب حکومتیں آئی ہیں انہوں نے اس process کو جنم دینے کی کوشش کی ہے۔ آپ محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ کے دور کو دیکھیے' جب راجیو گاندھی کو یہاں آنے کی دعوت دی گئی اور اس وقت بہت سے معاملات حل ہونے کے بہت قریب پہنچ چکے تھے اور آج خود وہ admit کرتے ہیں کہ سیاچن کا مسئلہ بالکل فیصلے کے قریب تھا لیکن ہم نے وقت ضائع کیا' ہم نے وقت کھو دیا اور مسئلہ کھٹائی میں پڑ گیا۔ اس کے بعد آپ دیکھیے نواز شریف صاحب کی حکومت آئی' نواز شریف صاحب نے بات کو آگے بڑھایا اور بات آگے بڑھی لیکن بڑھ کر پھر ایک reverse gear لگا اور اس کا نقصان جو ہوا وہ آپ کے سامنے ہے۔ میں سمجھتا ہوں' یہ حکومت سمجھتی ہے کہ اس وقت ہمارے پاس جو options ہیں ہمیں ان کو دیکھنا ہوگا۔ ہمارے پاس کیا options ہیں اور ان options کو دیکھتے ہوئے اس حکومت کی رائے ہے کہ جو dialogue ہے' جو peace process ہے اس process کو جاری رکھنا چاہیے۔ آپ کو یہ جان کر خوشی ہوگی کہ وہ عمل جو تعطل کا شکار ہو چکا تھا' جو کھٹائی میں پڑ چکا تھا اس حکومت نے آ کر دوبارہ اس کو زندگی دی ہے۔ میری جب ہندوستان کے وزیر خارجہ سے بات ہوئی تو میں نے اس کا اظہار کیا اور میں نے

دیکھا کہ he was equally enthusiastic to reengage with Pakistan, with a democratic Pakistan. ان کو بڑی امیدیں ہیں ایک democratic Pakistan سے، ایک democratic Government سے اور وہ سمجھتے ہیں کہ ہم اس سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔

جناب والا! اگر South Asia نے اپنے potential کی طرف بڑھنا ہے اور اپنے potential کی طرف grow کرنا ہے، اگر ہم نے غربت، جہالت اور مفلسی کا مقابلہ کرنا ہے تو پھر ہمیں ہندوستان سے اپنے تعلقات کو بہتر کرنا ہوگا اور ان میں خوشگوار تبدیلی لانی ہوگی۔ انشاء اللہ ہم ایسی activities کو support کریں گے جو confidence کو enhance کرے، جو تعلقات کو build کرے۔ ہم visas کے بارے میں liberal ہونے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ ہم poeple to people contact کو بڑھانے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ ہم اپنی cultural ties اور sports ties اور اپنے linkages کو بڑھانے کا ارادہ رکھتے ہیں لیکن جناب چیئرمین! اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ ہم اپنی بنیادی ذمہ داریوں سے غافل ہیں۔ میں سمجھتا ہوں اور میری ایماندارانہ رائے ہے کہ جہاں peace process نے ہماری atmosphere کو اور جو environment ہے اس کو بہتر کیا ہے اور ہمیں اس کا اعتراف کرنا چاہیے کہ اس نے یقیناً بہتر کیا ہے۔ ہم نے آپس میں conventional اور nuclear جو CBMs sign کئے ہیں اس کا ایک positive impact ہوا ہے۔ ہمارے جو کشمیر related problems ہیں، یہاں پر ہمارے ایک سینیٹر صاحب نے کشمیری عوام پر atrocities کا ذکر کیا۔ یقیناً وہ دقتوں میں ہیں، یقیناً وہ مشکلات سے دوچار ہیں، یقیناً ہم نے ایسے اقدامات اٹھائے ہیں جن سے ان کو relief مقصود تھا اور وہ ہماری پالیسی کا محور رہے گا۔ کشمیری عوام کی حالت کو، تاوقتیکہ یہ فیصلہ کسی حتمی نتیجے تک پہنچتا ہے، کم از کم ان کی روزمرہ کی زندگی میں facilitate کیا جا سکے۔ ان کی روزمرہ کی زندگی میں آسانی پیدا کی جاسکے۔

جناب والا! میں ایمانداری سے سمجھتا ہوں کہ ایک stage آچکی where we will have to move forward اور CBMs بہت important ہیں، ان سے کوئی انکار نہیں کر سکتا لیکن we have reached the stage, Mr. Chairman, where we have to move from conflict management to conflict resolution اور ہمیں اس کے بارے میں

سنجیدگی سے سوچنا ہوگا۔ میں سمجھتا ہوں کہ آج پاکستان اور ہندوستان میں دونوں طرف ایک اتنی بڑی constituency موجود ہے جو peace کی خواہاں ہے۔ وہ سمجھتی ہے کہ امن دونوں کے مفاد میں ہے، وہ سمجھتی ہے کہ امن سے we both stand to gain. وہ چاہتی ہے کہ ہمارے جو outstanding issues ہیں ان کو حل ہونا چاہیے۔ جناب والا! میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں dialogue کرنے ہیں اور 20 تاریخ کو سیکرٹری خارجہ آ رہے ہیں۔ 21 تاریخ کو وزیر خارجہ آ رہے ہیں اور یقیناً جو ہمارے outstanding issues ہیں، سرکریک کا issue ہے، سیاچن کا issue ہے، پانی کا مسئلہ ہے اور پچھلے دنوں یہاں پر پانی کے مسئلے پر بہت سے سوالات بھی اٹھے، اور بہت سے جائز خدشات بھی ہیں جو ان کے water projects ہیں جو ہمارے westren river پر کئی water projects تعمیر کر رہے ہیں اور میں آپ کی وساطت سے اس ایوان کو مطلع کرنا چاہتا ہوں کہ وزارت خارجہ اور حکومت پاکستان ان سے غافل نہیں ہے اور Indus Water Treaty کے اندر رہتے ہوئے ہم ان کو حل کرنے کی کوشش کر رہے ہیں اور انشاء اللہ اسے حل کرنے کی پوری پوری کوشش ہوگی۔ کشمیر کی افادیت، اہمیت اور جو ہمارا جذباتی لگاؤ ہے اس سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ ہماری foreign policy کا ایک important corner stone رہا ہے۔ اگر ہم اپنی تاریخ کے پچھلے ساٹھ سال کو دیکھیں تو اس میں ہماری خارجہ پالیسی کا key role رہا ہے۔ میں آپ کی وساطت سے عرض کرنا چاہوں گا کہ

we are committed to a just and peaceful solution of the Kashmir dispute in accordance with the U.N. resolutions and in accordance with the wishes of the Kashmiri people.

ہم اس سے انکار نہیں کرسکتے اور اس سے انکار کوئی پاکستانی جس کے خمیر میں اس ملک کی محبت رچی ہے وہ اس سے انکار نہیں کرسکتا۔ جب میں یہاں پر یہ کہہ رہا ہوں کہ ہم اپنے جذبے سے انکار نہیں کرسکتے وہاں ہمیں دیکھنا ہوگا کہ ہمارے پاس options کیا ہیں۔ کیا آج کی دنیا میں جنگ option ہے۔ جہاں دونوں اطراف نیوکلیئر پاور جنم لے چکی ہیں۔ That is not an option in my view. That will be a suicide, mutual suicide. اگر ہمارے پاس وہ option نہیں ہے تو پھر ہمارے پاس کیا option تھا۔ ہمارے پاس دوسرا option

militancy کا option تھا اور آپ نے دیکھا کہ militancy ہوئی لیکن آج 9/11 کے بعد اس تبدیل دنیا میں ?is that an option? Will the world take that, sitting down اور ان limited options کے اندر رہتے ہوئے ہم نے اپنے Our options are limited اصولی موقف پر قائم رہنا ہے۔ ہم نے یہاں کے خطے کو امن stability اور تحفظ بھی دینا ہے اور ہم نے آگے بھی بڑھنا ہے۔

جناب والا! یہاں پر back door کی بات کی گئی۔ شاید مشاہد صاحب نے ہی بات کی۔ ہاں back door ہوتا ہے۔ یہ کوئی نئی بات نہیں ہے۔ ہوتا ہے، لیکن جناب والا! ہمارا اصولی موقف اس پر تبدیل نہیں ہوا اور نہ ہوگا اور کم از کم اپنے اصولی موقف سے ہچکچائیں گے نہیں لیکن اگر کوئی constructive engagement ہو سکتی ہے اور اس constructive engagement سے کوئی نئے زاویے اور کوئی نئے راستے نکل سکتے ہیں تو we should not keep our mind shut to that لیکن بنیادی مسئلہ یہی رہے گا کہ حل وہی قابل قبول ہوگا جو تینوں پارٹیوں کو اور بالخصوص کشمیر کی عوام کو قابل قبول ہو۔ ہم اس سے انکار نہیں کر سکتے۔

جناب چیئرمین! war on terrorism بہت زیر بحث رہی ہے اور رہنی چاہیے۔ کیونکہ آج دنیا کی توجہ اس پر ہے۔ یہاں ہم پر یہ الزام لگا اور پاکستان پر الزام لگا کہ ہم بالکل تابع ہوگئے۔ ہم امریکہ کی ضروریات کے تابع ہوگئے۔ ہم نے آنکھ بند کر کے جی حضوری کی انتہا کر دی ہے۔ ہم نہیں دیکھتے نہ تاؤ، نہ بھاؤ اور جو ہمیں وہاں سے dictation ملتی ہے ہم اس کو follow کرتے ہیں۔ جناب چیئرمین! یہ بھی ایک exaggeration ہوگی۔ ہمیں دیکھنا یہ ہے کہ آج یہ جو جنگ ہے، کیا ہم کسی اور کے لیے لڑ رہے ہیں یا اس قباحت اور menace کا پاکستان پر بھی اثر ہو رہا ہے اور پاکستان کو بھی اس کا نقصان پہنچ رہا ہے۔ جناب والا! میں سمجھتا ہوں کہ آج پاکستان کی اپنی سیکورٹی، پاکستان کی اپنی social economic development اور پاکستان کا اپنا image ہے of a moderate progressive state وہ متاثر ہوا ہے اور ہمیں اس کو دیکھنا ہے۔ ہم نے اس کا دفاع بھی کرنا ہے۔ اپنے ملکی مفادات کا دفاع بھی کرنا ہے۔ جناب والا! دفاع کرتے ہوئے ہم نے جو جائز حقائق ہیں ان سے آنکھیں نہیں چرانی۔ جناب والا! کم از کم یہ موجودہ حکومت اس بات پر قائل نہیں ہے کہ war on

terror صرف military measures کے ذریعے جیتی جا سکتی ہے۔ نہیں جناب۔ ہم اس کے قائل بالکل نہیں ہیں، ہم نے پہلے کہا ہے اور آج بھی کہتے ہیں کہ اگر ہم نے یہ جنگ جیتنی ہے تو یہ جنگ جیتی جائے گی by winning the hearts and minds of the people اور hearts and minds کو جب آپ جیتنے کی کوشش کرتے ہیں تو صرف بزور بازو آپ لوگوں کے دل نہیں جیت سکتے۔ لوگوں کے دماغ تبدیل نہیں کرسکتے۔ اس کے لیے آپ کو ایک comprehensive strategy بنانی ہوگی اور ہم نے وہ strategy بنائی ہے۔ آپ نے دیکھا ہوگا جس دن یہ حکومت معرض وجود میں آئی ہے ہم نے کہا کہ ہم dialogue سے انکار نہیں کر سکتے، ہم dialogue کریں گے، ہم نے dialogue کا آغاز کیا ہے۔ ہم نے ان لوگوں کو جن کو تشویش تھی ان کو قائل کیا ہے اور آج وہ ہماری بات پر خاصے قائل دکھائی دے رہے ہیں۔ آپ نے نیگرو پونٹے کا بیان دیکھا ہوگا۔ آپ نے رچرڈ باؤچر کا بیان پڑھا ہوگا۔ ان کے بیانوں میں تبدیلی آچکی ہے۔ انہوں نے پاکستان کی، اس منتخب حکومت کے تقاضوں کو سمجھنا شروع کر دیا ہے۔ انہوں نے احساس شروع کر دیا ہے کہ آنکھیں بند کر کے کسی لائن کو follow نہیں کریں گے۔ ہاں جو ہماری international obligations ہیں، ہم ان کو fulfil کریں گے۔ بالکل ہم ایک ذمہ دار قوم ہیں۔ اپنی ذمہ داری سے غافل نہیں ہوں گے لیکن ہم اپنے ملکی مفادات کو بھی قربان نہیں کریں گے۔ ہم اپنے ملکی مفادات کو کسی کے کہنے پر، بھینٹ نہیں چڑھائیں گے۔ ہم multi-pronged startegy پر آگے بڑھ رہے ہیں۔ ہم انشاء اللہ جہاں دہشت گردوں کے ساتھ negotiate نہیں کرنا چاہتے اور نہیں کریں گے وہاں اس طبقے کے ساتھ جو پرامن رہنا چاہتا ہے۔ جو political engagement چاہتا ہے۔ جو اپنے مسائل کا حل چاہتا ہے ہم اس کی طرف رجوع کریں گے۔ ہم اس کی طرف دوستی کا ہاتھ بڑھائیں گے۔ یہ ہماری strategy آگے بڑھے گی۔

آپ نے دیکھا ہے کہ ہم جب اعتراضات کرتے ہیں تو ان اعتراضات میں کئی دفعہ مثبت پہلوؤں کو بھی درگزر کر جاتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہماری approach balanced ہونی چاہیے۔ جہاں ہمیں جو direct intervention کی بات کی جاتی ہے hot pursuit کی بات کی جاتی ہے۔ ہم کل بھی اس کے قائل نہیں تھے، ہم آج بھی اس کے قائل نہیں ہیں

لیکن جہاں مثبت کام کیا گیا ہے ہمیں اس کو acknowledge بھی کرنا چاہیے۔ آج ایک میں آپ کو point out کرنا چاہتا ہوں۔ آج اگر امریکہ tribal areas میں 750 million dollars کی social, economic development programme شروع کر رہا ہے ہمیں اس کا اعتراف بھی کرنا چاہیے۔ ہمیں اس کی تعریف بھی کرنی چاہیے۔ آج اگر وہ اپنی سینیٹ کے اندر ایسی legislation move کر رہے ہیں جس legislation کے ذریعے فاٹا میں اور tribal areas میں reconstruction of economic zone قائم ہو سکتے ہیں' جن zones کے قائم ہونے سے ہمارے پاکستان میں پیدا کردہ products کو امریکی مارکیٹ میں duty free access ملے گی اور اس کے خوشگوار اثرات نہ صرف فاٹا پر پڑیں گے' بے روزگاری کم ہوگی' غربت کم ہوگی۔ پاکستان کی economic growth بھی ہوگی۔ پاکستان کی exports میں اضافہ ہوگا۔ ہمیں اس کا اعتراف بھی کرنا چاہیے۔

جناب والا! میں یہاں پر یہ بھی کہتا چلوں کہ موجودہ حکومت فاٹا کے حالات سنجیدگی سے بہتر بنانے کے بارے میں سوچ رہی ہے۔ ہم نے ایک multi-pronged strategy in place کی ہے۔ وہاں ہم نے یہ بھی acknowledge کیا ہے کہ وہاں ایسے قوانین بھی موجود ہیں جس نے وہاں کے لوگوں کو پریشان کر رکھا ہے۔ FCR کی ایسی clauses بھی موجود ہیں جو inhuman ہیں' جو draconian ہیں اور ہم نے اس پر بھی کمیٹی تشکیل دی ہے اور اس پر amendment کرنے کا بھی ارادہ رکھتے ہیں۔

جناب والا! یہاں پر terrorism کی بات ہوئی' counter terrorism کی بات ہوئی اور میں آپ کی وساطت سے یہ کہنا چاہوں گا کہ ہماری حکومت کی بڑی واضح پالیسی یہ ہے کہ پاکستان کی سرحد کے اندر اگر کوئی operate کرے گا تو پاکستان کی سیکورٹی فورسز operate کریں گی۔ باہر سے ہم کسی کو یہاں پر آنے کی اجازت نہیں دیں گے۔ اس پر ساری قوم یک زبان ہوکر، یکسوئی سے یہی بات کہیں گے اور ہم سمجھتے ہیں اور ہم اپنے دوستوں کو قائل کر رہے ہیں' ہم قائل کرنا چاہتے ہیں کہ ایسی حکمت عملی کی نہ ہم اجازت دے سکتے ہیں اور نہ یہ productive ہے۔ It would be counter productive اور جو مقاصد ہم حاصل کرنا چاہتے ہیں وہ مقاصد حاصل نہیں ہوں گے بلکہ دور چلے گئے۔ Goal post will go further away اور

جناب والا! اس کے بارے میں بڑی واضح سوچ اور رائے رکھتے ہیں۔

جناب والا! امریکہ' امریکہ کی افادیت' امریکہ کی اہمیت اور آج کی جو ان کی economic, military power ہے اس سے کوئی انکار نہیں کرتا یہاں پر میں بات کرنا چاہوں گا اور جناب مشاہد صاحب نے اپنی تقریر میں اس کا ذکر کیا کہ .we are bad bargainers Opportunity سے پناہ ہے that historically we have proved to be bad bargainers تو قبلہ شاہ صاحب ہم تو گیارہ سال سے باہر بیٹھے ہوئے ہیں bargaining تو ہم نے کی ہی نہیں۔ ہم تو ابھی آئے ہیں' چالیس دن ہمیں ہوئے ہیں' ہمیں موقع دیجیے اور اگر ہمیں موقع ملا تو انشاء اللہ آپ کو اعتماد ہونا چاہیے کہ انشاء اللہ we will not prove to be bad gainers and we will not sell out the interests of Pakistan. ہمیں یہ ملک عزیز ہے' یہ عزت' یہ وقار یہ سب کچھ ہمیں پاکستان سے ملا ہے۔ مشاہد صاحب ہم ان لوگوں میں سے ہیں جن کے پاس اور جگہ بھی نہیں ہے۔ ہم جائیں گے تو جائیں کہاں۔ یہاں سے نکلیں گے تو واپس ملتان جائیں گے۔ ہمارے پاس جیب میں نہ تو کینیڈا کا پاسپورٹ ہے' نہ لندن میں فلیٹ ہے' ہم کیا کریں گے' ہمیں تو یہیں رہنا ہے اور پاکستان کے مفادات کا خیال رکھنا ہے۔

جناب والا! یہاں پروفیسر صاحب تشریف فرما ہیں اور پروفیسر صاحب نے یہاں عوام کے sentiments کا ذکر کیا اور اس میں بڑے اضطراب کی کیفیت تھی جب یہاں جنرل ہڈ کے بارے میں بات چلی۔ میں آپ کی وساطت سے اس ایوان سے عرض کرنا چاہوں گا کہ موجودہ حکومت قوم کے ان جذبات سے بالکل غافل نہیں ہے۔ جن جذبات کی آپ نے یہاں عکاسی کی ہے اور میں بحیثیت پاکستانی' بحیثیت مسلمان ان جذبات کو تسلیم بھی کرتا ہوں اور آپ کو بتانا بھی چاہتا ہوں کہ دفتر خارجہ نے اپنی ذمہ داری نبھائی ہے اور ہم نے concerned quarters کو اپنی reservations کے بارے میں بتایا کہ ہماری genuine reservations ہیں اور ہم چاہیں گے کہ آپ ان reservations کو احترام کی نگاہ سے دیکھیں۔

جناب والا! مجھے یقین ہے کہ ہمارے وہ حلیف ہیں' ہمارے ساتھی ہیں we are partners, we are allies. اور ہم ایک دوسرے کی اس قسم کی جو ضروریات ہیں ان کو سمجھتے ہیں۔ ہمیں سمجھنا چاہیے لیکن میں یہ بھی کہتا چلوں کہ اگر قوم کے جذبات یہ ہیں جن کی عکاسی

آپ کرتے رہے ہیں تو پھر میں بھی آپ کو کہنا چاہتا ہوں کہ اگر انہوں نے فرض کیجئے ہماری اس درخواست کو شرف قبولیت نہ بخشا تو ہمارے پاس ایسے options ہیں کہ ہم ہڈ اور ہڈ جیسی سوچ کو پاکستان کی سرحد میں داخل نہیں ہونے دیں گے۔

(Desk Thumping)

جناب چیئرمین! امریکہ کے ساتھ ہمارے تعلقات accentrical رہے ہیں اور narrow رہے ہیں۔ اچھے ہوئے تو پھر ہم ایک دوسرے سے غافل ہو گئے اور آپ نے دیکھا کہ ہم قریب بھی آئے اور پھر جب Soviet forces افغانستان سے نکلیں تو پھر بیچ میں ایک vacuum بھی پیدا ہوا۔ موجودہ حکومت کی کوشش یہ ہے کہ ہمارے ان کے ساتھ تعلقات unifocal نہ ہوں۔ ہماری کوشش ہے کہ ہمارے ان کے تعلقات broadbased ہوں اور long-term ہوں اور انشاء اللہ میرا ارادہ ہے جولائی میں امریکہ جانے کا، واشنگٹن جانے کا اور ان کے ساتھ ایک strategetic dialogue کا آغاز کرنے کا ہماری حکومت کا پروگرام ہے اور اس میں ہماری خواہش ہو گی کہ ہماری ان کے ساتھ دوستی اور حکمت عملی میں وسعت ہو اور اس کا آغاز اور اختتام صرف war on terror نہ ہو۔ ہمارے بہت سے اور common interests ہیں، ہمارے بہت سے interests ہیں جو converge کرتے ہیں۔ مثال کے طور پر جمہوریت ہے۔ جمہوریت سے ہمارا interest converge کرتا ہے اور ہم دونوں کو چاہیے کہ پاکستان کے اندر جمہوریت اور جمہوری ادارے اور جمہوری کلچر کو فروغ ملے۔ ہم دونوں کا interest converge کرتا ہو کہ اس خطے میں stability ہو، peace ہو، امن ہو اور ان میں ہمارے آگے بڑھنے کے بہت سے مواقع موجود ہیں۔

جناب والا! یہاں ہم امریکہ پر تنقید کرتے ہیں، یہ معزز ممبران کا حق ہے اور میں اس کو تسلیم کرتا ہوں لیکن جناب والا! ہم تنقید کے ساتھ ساتھ جو ان کی اہلیت ہے اور اس کا جو پاکستان کو فائدہ ہے ہمیں اس سے غافل بھی نہیں رہنا چاہیے۔ We should have a more balanced approach. اور جناب والا! ہمیں acknowledge کرنا ہے کہ امریکہ کے ساتھ ہمارے بہت سے trading interests بھی ہیں۔ They are one of the largest trading partners of Paksitan. آج بھی ہماری چھ ارب ڈالر کی ان کے ساتھ bilateral trade ہے

اور اس سے انکار کیسے کیا جا سکتا ہے۔ پچھلے سال انہوں نے پاکستان کے اندر نو سو ملین ڈالر کی investment بھی کی ہے اور ہمیں اس ملک میں investments بھی چاہییں۔

جناب والا! ہم یہ بھی سمجھتے ہیں کہ اگر ہماری معیشت نے ترقی کرنی ہے تو پھر وہ بہت areas میں ہمارے لوگوں کی economic betterment کے لیے role ادا کر سکتے ہیں اور خاص طور جو ہم کوشش کر رہے ہیں کہ ہمیں market access مل جائے اور market access سے ہماری export کو growth ملے گی اور energy security میں وہ ہماری مدد کر سکتے ہیں ہمیں اس کو بھی ذہن میں رکھنا ہو گا۔

جناب والا! یورپین یونین کا ذکر کیا گیا اور یہاں بہت سے ممبران سینیٹ نے اسلامی فوبیا کا ذکر کیا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ یورپ کے کچھ ممالک میں اس قسم کے caricatures اور اس قسم کی blasphemous حرکتیں ہوئی ہیں جس نے ہمارے جذبات کو مجروح کیا ہے اور یقیناً ساری قوم نے اس پر react کیا ہے۔ جناب والا! بالکل ہم اس سے غافل نہیں ہیں اور میں یہ بھی کہتا چلوں کہ اس پر بھی ہم سوچ رہے ہیں کہ کس طرح ہمیں آگے بڑھنا چاہیے۔

پچھلے دنوں یہاں COMSTECH کانفرنس تھی اور OIC کے سیکریٹری جنرل یہاں تشریف فرما تھے اور میں نے اس موضوع پر ان سے مسلسل گفتگو کی کہ کس طرح جذبات کو بھڑکایا جا رہا ہے اور چند کوتاہ بین ہمارے تعلقات کو خراب کرنے کی کوشش کر رہے ہیں اور وہ بھی وہاں کی majority کو reflect نہیں کرتے، وہ accentrics ہیں، وہ accentric minority ہے جو اس قسم کی حرکتیں کر رہی ہے اور جس سے یقیناً ہمارے اور پوری امہ کے جذبات مجروح ہوئے ہیں اور ہمیں ایک joint حکمت عملی بنائی چاہیے اور مل کر ہمیں ان کو باور کرانا چاہیے کہ اس سے ہمارے تعلقات میں کتنی کشیدگی پیدا ہوتی ہے اور ہمیں ان لوگوں کو، ان extremists کو isolate کرنے کی ضرورت ہے اور ہم نے کیا ہے۔ جب ہم نے ان کو قائل کیا ہے تو آپ نے دیکھا ہو گا کہ اب ایک فلم کا مسئلہ آیا تھا اس فلم پر پاکستان اور بہت سے دیگر مسلم ممالک کے علاوہ یورپین حکومتوں نے اس پر تنقید کی۔ یورپی حکومتوں نے اور یورپین پارلیمنٹ کے ممبران نے اس شخصیت سے جس نے یہ نازیبا حرکت کی، اس سے

distance کیا اور کہا کہ ہمارا اس سے کوئی تعلق نہیں ہے تو اب ان میں بھی یہ awareness آ رہی ہے کہ جناب freedom of expression بجا لیکن freedom of expression کی کوئی حدودوقیود ہونی چاہییں اور اس کا تعین ہونا چاہیے اور پوری مسلم امہ اور پوری مسلم دنیا میں جو اضطراب پیدا ہوتا ہے ایک ناسمجھ کی حرکت سے، ہمیں اس سے بچنا چاہیے ۔ اب ایک نئی چیز ہو رہی ہے۔ پاکستان کی حکومت اس سے غافل نہیں ہے، دفتر خارجہ اس سے غافل نہیں ہے۔ ہم نے ان issues کو take up کیا ہے اور کرتے رہیں گے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ interface harmony بہت ضروری ہے اور interface dialogues بہت ضروری ہیں اور ہم اس کے قائل ہیں۔

جناب والا! امہ کی بات کی، مسلم دنیا کی بات کی۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ this has been a cardinal principle of our foreign policy. کہ ہمارے جو مسلم ممالک ہیں ان کے ساتھ ہمارے اچھے تعلقات ہیں اور ہونے چاہییں اور ہم کوشش کر رہے ہیں کہ ہم ان تعلقات کو ایک multi-dimensional شکل دیں اور انشاء اللہ مجھے یقین ہے کہ اس میں ہمیں کامیابی ہوگی اور ہمارے جو فلسطینی بھائی ہیں ان کے جذبات کا ہم کل بھی احترام کرتے تھے اور یہ حکومت بھی احترام کرتی ہے اور ان کے just cause کے ساتھ اپنے آپ کو منسلک رکھتی تھی، رکھتی ہے اور ہم رکھیں گے اور ہم قائل ہیں کہ ہم سمجھتے ہیں کہ ایک separate Palestinian homeland ہماری policy کا حصہ تھا اور انشاء اللہ حصہ رہے گا اور یہ حکومت ہر فورم پر اس مسئلے کو انشاء اللہ اجاگر کرے گی۔

جناب چیئرمین! میں اپنی بات کو سمیٹتے ہوئے آگے آ رہا ہوں اور میں ایک دو منٹ اور آپ کی سمع خراشی کروں گا اور وہ یہ ہے جناب والا! کہ multilateral fora پر ہمارا جو کردار ہے اور جیسے کچھ صاحبان نے کہا کہ دنیا bipolar تھی، unipolar ہوگئی اور اب پھر ایک نیا pendulum swing کر رہا ہے towards a multipolar world, yes, sir, we are cognizant of that, we are aware of that اور میں یہ بھی کہتا چلوں کہ پاکستان نے multilateral forums پر اپنا کردار بڑے مثبت انداز میں ادا کیا ہے اور ہمارے سفارت کار، ہمارا Foreign Office اپنے کردار میں بالکل غافل نہیں رہے اور اس کو recognize بھی کیا

جاتا ہے، اس کو appreciate بھی کیا جاتا ہے۔ آج بھی دنیا میں جو سب سے بڑا contributor ہے to the U.N. peace keeping operations وہ پاکستان ہے۔ دس ہزار کے لگ بھگ ہمارے peace-keepers جو دنیا میں اپنا role ادا کر رہے ہیں۔ OIC کے اندر ہمارا جو کردار ہے ساری دنیا اس کا اعتراف کرتی ہے اور آپ نے دیکھا ہوگا کہ یہ پاکستان کا initiative تھا کہ آج جو OIC کا charter revise ہوا ہے اس کے پیچھے پاکستان کا بہت بڑا initiatve تھا اور ہمیں اس میں کامیابی ہوئی ہے۔ اور بھی ایسے بہت سے multilateral forums ہیں، non alligned movement ہے، WTO ہے، ECO ہے اور G-8 ہے اور اس پر ہمارا کردار تھا، ہے اور انشاء اللہ رہے گا۔ Commonwealth کے اندر کچھ عرصہ کے لیے ہماری membership suspend ہوئی تھی چونکہ ملک میں emergency کا نفاذ ہوا تھا اور ان کے قوانین کی جو violation ہوئی تھی، الحمدللہ مجھے یہ کہتے ہوئے مسرت ہو رہی ہے کہ اس طرف بھی پیش رفت ہوئی ہے اور جو ملائشیا کے وزیر خارجہ ہیں وہ ان کی نمائندگی کے لیے یہاں تشریف لائے تھے اور انہوں نے پاکستان کے بدلے ہوئے حالات اور ایک نئی جمہوری حکومت کو اور credible elections کا اعتراف کرتے ہوئے وہ اپنی recommendations دے رہے ہیں اور غالباً بارہ تاریخ کو Commonwealth کی meeting ہے اور مجھے یقین کامل ہے کہ انشاء اللہ پاکستان کی ممبرشپ جو معطل ہوئی تھی وہ بحال بھی ہو جائے گی اور Commonwealth میں ہم اپنا کردار ادا کرنا شروع کر دیں گے۔ جناب والا! یہاں میں آنا چاہوں گا، یہاں ذکر ہوا پاکستان کے نیو کلیئر پروگرام کا اور یہاں nonproliferation کی باتیں ہوئیں۔ بہت سے ممبران نے یہاں ذکر کیا۔ یہاں ایس ایم ظفر صاحب نے بھی ذکر کیا تھا اور مشاہد صاحب نے ذکر کیا اور ہماری ایک خاتون سینیٹر صاحبہ نے بھی اس کا ذکر کیا۔ میں حیران ہوں کہ سینیٹر رضا ربانی ہمارے جو لیڈر آف دی ہاؤس ہیں ان کی اتنی وضاحت کے بعد مجھے ابھی تک سمجھ نہیں آئی کہ وہ محترمہ کے قتل کی جو investigation ہے------، جناب والا! ہمارا نہیں ہے یہ قوم کا موقف ہے یہ ریزولیوشن جو پاس ہوا ہے وہ پیپلز پارٹی کا ریزولیوشن نہیں ہے۔ پوری قومی اسمبلی نے جس میں ان کے اپنے، ق لیگ کے ممبران اور ق لیگ کی قیادت موجود تھی متفقہ طور پر اس ریزولیوشن کو پاس کیا ہے اور وہ پاکستان کے عوام کے

جذبات کی عکاسی کرتا ہے۔ نہ جانے اس کو پاکستان کے نیو کلیئر پروگرام سے کیوں جوڑ دیا جاتا ہے؟ نہ جانے کونسی ایسی قوتیں ہیں جو گھبرا رہی ہیں۔ ایک fair & free investigation سے۔ جناب والا! یہ investigation ہو گی یہ ہمارا موقف ہے، یہ پاکستانی قوم کا موقف ہے۔

(ڈیسک بجائے گئے)

ہم یہ کہنا چاہتے ہیں کہ انشاء اللہ ہم UN میں جائیں گے ہم اپنا مقدمہ لے کر جائیں گے۔ ہم اپنا موقف بھی پیش کریں گے اور اس سے کوئی گھبراہٹ نہیں ہے۔ ہم اس سے کوئی شرمسار نہیں ہیں لیکن میں یہ بھی کہتا چلوں کہ انشاء اللہ پاکستان کے نیو کلیئر پروگرام کے دفاع سے غافل نہیں ہو سکتے ۔ جنہوں نے اس کی بنیاد رکھی وہ کیسے اس سے غافل ہو سکتے ہیں؟ پاکستان پیپلز پارٹی کے بانی نے اتنی بڑی قیمت ادا کر دی اور کیا ہم آج اس سے غفلت کریں گے؟ یقیناً نہیں۔ میں آپ کی وساطت سے کل ممبران سینیٹ کو یہ پراعتماد طریقے سے کہنا چاہتا ہوں کہ انشاء اللہ کوئی انگلی، کوئی آنکھ ہمارے اس پروگرام کی طرف نہیں اٹھ سکتی اور اس پر پوری قوم یکجا ہے ---

(ڈیسک بجائے گئے)

اور یکسوئی سے ہم اپنے اس پروگرام کا دفاع کریں گے کیونکہ ہمارے اس پروگرام میں کوئی aggression نہیں ہے یہ تو ایک deterrent ہے، کوئی ہمارے aggressive عزائم نہیں ہیں اور اس پر یہ بھی کہتا چلوں کہ nonproliferation میں we are committed to nonproliferation. ہم نے جو آپ کی conventions ہیں on chemical weapons and biological weapons ہم ان کو تسلیم کرتے ہیں ہم نے اور بہت سارے ایسے agreements کیے ہیں اور ہم نے بہت سے ایسے اقدامات بھی اٹھائے ہیں۔ جس سے international concerns جو تھیں about proliferation ہم نے ان کو بڑے طریقے سے address کیا ہے - We have a very professional command and control structure at place now. اور ہم establish کر چکے ہیں ایک strategic export control division. اور یہ جو خدشات تھے جناب والا! وہ انشاء اللہ بالکل نہیں ہوں گے اور آپ کو یقین کرنا چاہیے کہ ہم انشاء اللہ پاکستان کے interests کا دفاع کر سکتے ہیں۔ قدیر خان

صاحب کا ذکر ہوا۔ میں سمجھتا ہوں کہ that is a closed chapter. اور پاکستان نے پورا تعاون کیا ہے اور ہم نے ایک چیز کو پورا جس حد تک ہمیں جانا تھا ہم نے کیا ہے اور وہاں سے ہمیں جو information ملی ہے اس کے مطابق جو بھی اقدامات ہمیں اٹھانے چاہییں تھے بحیثیت ایک ذمہ دار قوم کے ایک ذمہ دار ملک کے ہم نے وہ اٹھائے ہیں اور الحمد للہ آج دنیا بالعموم جو ہے وہ مطمئن ہے اور ہمارے اقدامات کو سراہ بھی رہے ہیں۔

جناب والا! اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی کہتا چلوں کہ ہم اپنے جو پروگرامز ہیں اس میں ہم سمجھتے ہیں کہ دنیا کو discrimination نہیں کرنی چاہیے اور جہاں بھی discrimination ہوئی پاکستان اپنی آواز اٹھائے گا اور ہر فورم پر اٹھائے گا اور ہماری جو energy requirements ہیں۔ ان energy requirements سے ہم غافل نہیں ہو سکتے۔ ہمارے انرجی پلان کے اندر اگر 2030 ، تک 8800 میگاواٹ نیوکلیئر انرجی جنریٹ کرنی ہے۔ تو پھر وہاں بالکل ہم اس سے غافل نہیں ہو سکتے۔ چشمہ ون ہمارا کامیابی سے چل رہا ہے۔ چشمہ ٹو ہمارا عنقریب جو ہے وہ وقت سے پہلے اپنے انجام کو پہنچے گا اور پاکستان کو ضرورت ہے۔ جناب والا! میں بالکل کہہ رہا ہوں۔ اس حکومت کی یہ پالیسی ہے کہ پاکستان کی ضرورت کے مطابق پاکستان کی energy requirements کی خاطر ہمیں چشمہ تھری کرنا پڑا، اگر چشمہ فور کرنا پڑا تو ہم اس سے بھی غافل نہیں رہیں گے اور ہم اس طرف آگے بڑھیں گے اور پاکستان کی جو requirements ہیں ان کو fulfil کریں گے۔

جناب چیئرمین! In conclusion میں یہ کہنا چاہوں گا کہ ہماری پالیسی یہ رہی ہے اور ہماری یہ پالیسی ہوگی کہ ہم اس خطے میں peace and stability کو control کریں۔ ہماری یہ پالیسی ہے۔ جناب والا! ہم پاکستان کی economic security کو ensure کریں۔ ہماری یہ پالیسی ہے کہ we will preserve and protect the ability of Pakistan to deter any aggression. اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس سے آپ کو ہماری سوچ کا اندازہ ہو سکتا ہے۔

جناب والا! کشمیر کے معاملات پر پہلے میں کہہ چکا ہوں کہ ہماری پالیسی یہ ہے کہ ہم اس مسئلے کا حل چاہیں گے۔ پاکستان کا جو تاریخی ہمارا ایک stand ہے اس پر اور کشمیری عوام کے جذبات کے مطابق حل کریں گے۔ جناب والا! میں بے حد مشکور ہوں آپ کا اور اس

ایوان کا کہ آپ نے مجھے وقت دیا۔ واقعتاً یہ اتنا اہم موضوع ہے اور اس پر ایک طویل وقت بھی درکار ہے اور طویل بحث کی بھی ضرورت ہے۔ یہاں یہ بھی تجویز آئی کہ ہمیں گاہے بگاہے فارن پالیسی پر debate کرنی چاہیے۔ میں اس کو welcome کروں گا اور اس ایوان میں قومی اسمبلی میں عنقریب میں نے مشاہد صاحب سے کہا ہے کہ میں ان کی فارن پالیسی کمیٹی کے سامنے بھی حاضر ہوں گا اور ان کے سامنے اور ان کی آراء سے بھی مستفید ہوں گا۔ Idea is کہ ہم نے اس ملک کی بہتری کی خاطر کیا کرنا ہے اور اگر اس ملک کی بہتری کی خاطر ممبران سینیٹ ہماری نشان دہی فرماتے ہیں اور ہماری راہنمائی فرماتے ہیں تو ہم خندہ پیشانی سے اسے قبول کریں۔ شکریہ۔

(ڈیسک بجائے گئے)

Mr. Chairman: Thank you, for a comprehensive response.

جمعے کا وقت ہو گیا ہے اور ہمارے کچھ ممبران چلے گئے ہیں -

سینیٹر کلثوم پروین : جناب چیئرمین ! میرے کچھ سوالات ہیں۔ یہاں اس وقت منشیات کے حوالے سے جو سو فیصد پاکستان سے ہو کر جا رہی ہے۔ جس کا سب سے بڑا problem خود افغانستان میں ہے۔ تو کیا یہ اس موضوع پر بھی بات کریں گے۔ جناب ! میں تقریر نہیں کرنا چاہ رہی۔ مشاہد حسین سید کی کمیٹی کام کر رہی ہے اور ماشاء اللہ پچھلے پانچ سالوں میں انہوں نے بڑا اچھا کام کیا ہے۔ میں چاہ رہی ہوں کہ آپ کے توسط سے مشاہد حسین ہمیں اس میں specially invite کریں اور فارن آفس کا عملہ ہمیں briefing دے پوری فارن پالیسی پر کہ ہمارا trade کیا ہے کن لوگوں کے ساتھ ہمارے کیا تعلقات ہیں۔ اگر ایک دن مشاہد حسین سید صاحب ہمارے لیے time رکھ لیں۔ تو میرا خیال ہے کہ ہمیں جو تحفظات ہیں وہ بھی ختم ہو جائیں گے۔

جناب چیئرمین : جی بالکل، کیوں نہیں۔ مشاہد حسین صاحب ! جب فارن منسٹر صاحب آئیں گے تو جتنے ہمارے ممبران اور ساتھی آنا چاہیں ان کو بلا لیں۔ مشاہد صاحب آپ کو بلا لیں گے۔ مشاہد صاحب سن رہے ہیں، بالکل سارے ممبران کو انشاء اللہ وہ مدعو کر لیں گے۔

سینیٹر میاں رضا ربانی (قائد ایوان)، ساڑھے چار کر لیں۔

جناب چیئرمین، انشاء اللہ تو آج بھی میں حاضر تھا۔ بالکل صحیح ہے۔

The House is adjourned and will reconvene Insha Allah on Monday at 4.30 P.M.

سبحان ربک رب العزت عما یصفون وسلم علی المرسلین و الحمد للہ رب العالمین۔

[The House was adjourned to meet again on 12th May, 2008 on Monday at 4.30 P.M.]